UNIVERSAL LIBRARY
OU_226055
UNIVERSAL LIBRARY

# الٓرٰ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰاتُہٗ

# مشکوٰۃ الموحدین

ترجمہ

# مراۃ العارفین

فی

ملتمس امام زین العابدین

مترجمہ

مولوی عبدالغفور صاحب بہاری

مطبع محبوب شاہی واقع حیدرآباد دکن محلہ افضلگنج

# التقريظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة

على محمد وآله اجمعين اما بعد فيقول

عبده الضجور المدعو بعبد الغفور

ابن مولوي اولاد على الدوستي

البهاري شرح الله صدوره

ثم
الدوستي بضم الاول
والثالث والياء فيه
السنة هذه ثلثة عام تسع
في الجانب الشرقي من
البحار المائل الى الناحية
بين الشرق والجنوب
على بضع وعشرين فراسخ
ويعلم من بعض الآثار انها
قديمة وهذه الاسم من لغة
ذلك الزمان لا يعرف معناه
وفيها ربوة عالية عليها
قبة مطلة وفي جنبها مسجد
منبية واختلف الكلمة
في تلك الربوة منها انها
١
كانت معبدة الهنود
فهدمت وكثير من التماثيل
يخرج من تحتها ومنها انها
كانت قلعة مرتفعة تحرز
على اركانها وعليه تدل
لبنتها فانها طويلة ذات
ذراع وعريضة مثل الشبرين
ومنها انها كانت مقبرة مبنية
فان العظام الرميمة تظهر من
تحتها وهذه اضعف
الروايات الثلثة فان
الاستيلاء الهنود
جوارها على مسافة
قليلة مثل راجگير و
ملكها [illegible]
الى دين [illegible] والعلم
عفى الله عنه ١٣ [illegible]

واعطاهما افضل ما يعطي السائلين انى اذا
حللت بلدة آمنة طيبة مسماة باورنقاباد
من بلاد دكن وجلست هنالك مجلس التدريس
فى المدرسة العربية فبعض من اعضائها
المولوى محمد صفدر حسين صاحب اربعين
امرنى وامرّ علىّ ان اترجم مراة العارفين
فى ملتمس زين العابدين افادةً فى الدين
واستضاءةً لليقين - فتقبلت ملتمسه
واطعتُ امره فبحمد الله كملة الترجمة
المسماة بمشكوة الموحدين فى اورنقاباد ضحى اليوم
التاسع من شهر رمضان سنة ١٣٠٥ الف وثلثمائة وخمس فقط

هذا معرب اورنگ آباد
التى كانت دار سلطنة
لعالمگير اورنگ زيب
رحمه من قبل كانت قرية
صغيرة معروفة بخجسته

٣

# الٓرٰ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ

# مشکوٰۃ الموحدین

ترجمہ

# مراۃ العارفین

فی

ملتمس امام زین العابدین

مترجمہ

مولوی عبد الغفور صاحب بہاری

مطبع مجموعۃ الشاہی واقع حیدرآباد دکن محلہ افضل گنج

حق ترجمہ و طبع محفوظ ہے

فی مجلد ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا اوسی خدا کے لئے مخصوص ہی جسنے نون سے اوس چیز کو نکالا جو قلم مین مکنون اور مضمر تھا اور عالم وجود مین اپنے جود سے اون چیزون کو ظاہر کیا جو پردۂ عدم مین گنج مخفی تھا اور بستہ چیزون کو کھولا اور چھپی چیزون کو ظاہر کیا اور انسان کو قلم سے جسکا لقب ام الکتب ہی اور لوح محفوظ سے جسکا نام کتاب مبین ہی وہ باتین بتائین جنکو وہ نجانتا تھا اور مرتبہ نفس مین اون چیزون کو مفصل اور مقدار کیا جو مرتبہ عقل مین مجمل تھے اور موافق قضا و قدر کے حکم کیا اور لوح محفوظ کو اپنے مبارک ہاتھہ سے قلم کے بائین جانب سے نکالا جیسے حوا کو آدم کے بائین جانب سے نکالا چنانچہ خود اللہ پاک فرماتا ہی کہ الذی خلقکم من نفس واحدۃ یعنے جسنے تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا۔ اور وہ نفس واحد عقل ہی اور اوسی سے اوسکے زوج کو بنایا اور وہ نفس ہی۔ اور اون دونو سے بہتیرے مردون اور عورتون کو پھیلایا یعنے اور عقول اور نفوس کو جو اون دونون کے نیچے ہین۔ پھر ہبا کو ظاہر کیا جسکا ہیولی ہی اور عنقا یعنے

عالم کے صورت کو وجود مین لایا اور آسمانون اور زمینون کو رتق یعنے بستہ چیز
جسکی کنیت عنصر اعظم ہی جدا کیا سبحان اللہ کیا وہ ذات پاک ہی جسنے اعیان خارجیہ کو
اپنے فیض قدیم اور اقدس سے ہستی مین لایا - اور موجودات کو اپنے مقدس
اور مقدم فیض سے عالم کون وفساد مین جلوہ دیا - اور قدم کو حدوث سے
اور حدوث کو قدم سے ظاہر کیا اور رق منشور کو پھیلایا اور کتاب مسطور کو
وجودی جودی سیاہی سے لکھا جو ان چیزون کو ظاہر کرنے والی ہی جو باطن
مین متکلم کے مخفی اور مستتر تھے اور اون کو پورا کیا اور باطن متکلم مین اون کو
ثابت رکھا اور رقم ہستی سے اوسکو زینت دیا اور ہر ایک کو ترتیب سے منتظم
اور کامل کیا اور جو کتاب مین مفصل ہی اوسکو سورۂ فاتحہ مین مجمل کیا اور جو فاتحہ
مین مجمل ہی اوسکو بسم اللہ مین چھپایا اور جو بسم اللہ مین ہی اوسکو بامین پوشیدہ
کیا اور جو بامین ہی اوسکو نقطہ مین مخفی اور مستتر اور مبہم کیا اور خدا اوس
اسم اعظم اور جاودر زرنگار صاحب ہمت اور بزرگی والے پر رحمت کامل فرماوے
جو کلام مستقیم کے ساتھ بھیجے گئے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنکے لیے
کتاب اور سحر کے اسرار کھلے اور جنکے سبب سے حق اور باطل مین امتیاز
حاصل ہوا اور روشنی اور تاریکی مین فرق ظاہر ہوا اور اون کے آل واصحاب

پر بھی خدا قیامت کے دن سلام کہے ۔

ای فرزند عزیز جب تمنے مجھہ سے سوال کیا کہ مین کچھہ تھوڑا سا تمہارے لیے فاتحہ کتاب کے اسرار کو لکھون جسکو اہل اللہ کے اصطلاح مین ام الکتب کہتے ہین تو مین نے تمہارے سوال کو قبول کیا اور اس مختصر کا نام **مرات العارفین فی ملتمس زین العابدین** رکھا اور اللہ تعالی سے اسکے تکمیل کی مدد چاہتا ہون کیونکہ وہی ہستی کا بنانیوالا ہی اور اوسی سے مشکلون مین مدد چاہی جاتی ہی اور اوسی پر بھروسا ہی ۔

ای فرزند عزیز جاننا چاہیے کہ عالم کے دو قسم ہین عالم امر اور عالم خلق اور ہر ایک ان دونون سے اللہ پاک کی ایک کتاب ہی اور ہر کتاب کے لیے فاتحہ ہی اور جو باتین کہ کتاب مین مفصل ہین وہ فاتحہ مین مجمل ہین اور باعتبار اجمال کے جسکی تفصیل کتاب مین ہی فاتحہ کا نام ام الکتب رکھا گیا ہی اور اوس کتاب کا نام باعتبار تفصیل کے جسکا اجمال فاتحہ مین یا اوسمین ہے جو فاتحہ کے قریب ہے کتاب مبین رکھا گیا ہی اور ہر فرد عالم کا جو موجود ہی ایک اعتبار سے حرف ہی اور ایک اعتبار سے کلمہ ہی اور ایک اعتبار سے سورہ ہی اور ایک اعتبار سے حروف مقطعات ہین اور ایک اعتبار سے حروف مرکب ہین کیونکہ جب ہم پر وجود کے

١٢ اشارہ است بقرآن سلام علیکم [illegible]

١٣ [illegible]

ذات مین من حیث ہو ہو بغیر لاحظہ اوسکے خواص اور اوسکے عوارض اور لوازم
اور اوسکے اسباب کے نظر کرتے ہین تو اوسکو سب چیزون سے مجرد پاتے ہین
پھر باعتبار مجرد ہونے کے اوسکا حرف نام رکھتے ہین اور جب اوسکے اسباب
اور خواص اور لوازم اور اوسکے نسبت مین نظر کرتے ہین تو اضافت کے اعتبار سے
ہم اوسکا کلمہ نام رکھتے ہین اور باعتبار اضافات اور منسوبات سے مجرد ہونے
اور باعتبار ایک دوسرے سے تمیز پانے کے اوسکو حروف مقطعہ مفردہ
کہتے ہین اور باعتبار اضافات اور منسوبات سے مجرد ہونے اور ایک دوسرے
سے تمیز نہ پانے کے اوسکو الفاظ مرکبہ کہتے ہین - اور باعتبار ممیز ہونے
مراتب کلیہ کے ایک دوسرے سے اور واقع ہونے ہر فرد موجودات کے مراتب
کلیہ مین اوسکو سورہ بولتے ہین جب تم نے اسے سمجھ لیا تو جانو کہ خدا یتعالی
ہی سب چیزون کا مبدأ اور آغاز کار ہی اور وہی سب چیزون کا معاد اور انجام
کار ہی اور اوسیکے طرف سب چیزونکا مرجع اور بازگشت ہی اور اللہ ہی کے
طرف سب چیزون کا ٹھکانا ہی پس ضرور ہی کہ قبل تکوین عالم کے سب ذات
باری مین ثابت ہون اور ضرور ہی کہ وہ ذات باری بعد تخلیق عالم کے سب
مین موجود ہو اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ وہ تھا اور اوسکے ساتھ کچھ نہ تھا او

وہ اب بھی ویسہی ہی جیسا کہ وہ پہلے تھا پس ذات پروردگار کی باعتبار شامل ہونے ہر چیز کے اوسمین ام الکتاب ہی اور ذات باری کا علم ہی اشیاء کے ساتھہ کتاب مبین ہی کیونکہ اس مرتبہ مین اون چیزون کی تفصیل ہی جو ذات مین مندرج ہین اوسکا اسکو ابہی مین اوپر بیان کرچکا ہون اور اس مرتبہ مین اون چیزون کا ظہور ہی جو ذات مین مکنون تھے پس اللہ تعالی کو اپنے ذات کا علم سب چیزون کے علم کو مستلزم ہی کیونکہ سب چیزین اوسی کے ذات مین مندرج اور شامل ہین جیسے درخت گوٹھی مین مندرج اور شامل ہوتا ہی پس اوسکا علم جسکو مین نے کتاب مبین کہا ہی اوس ذات کا آئینہ ہی جسکو مین نے ام الکتاب کہا ہی اور ذات اس آئینہ مین ظاہر ہی کیونکہ ذات مین پہلے علم ہی کی تعین واقع ہوئی ہی ۔

پس ذات باعتبار حقایق ازلیہ کے ام الکتاب ہی اور علم باعتبار حقایق الٰہیہ کے کتاب مبین ہی جیسے کہ حقایق کونیہ مین قلم ام الکتاب ہی اور لوح محفوظ حقایق کونیہ مین کتاب مبین ہی پس ذات اور قلم مین باعتبار اجمال اور حکم کلی کے مناسبت اور مشابہت ہی اور ان دونون مین چیزون کا وجود کلی طور پر ہی پس ویسہی علم اور لوح محفوظ مین باعتبار تفصیل کے مشابہت اور مناسبت ہی اور ان دونون مین چیزونکا وجود جزئی طور پر ہی پس اس اعتبار سے قلم مرتبہ کونیہ مین ذات کا آئینہ ہے

کیونکہ جو کچھ کہ ذات مین کلی اور اجمالی طور پر مندرج ہی تو وہی قلم مین بھی کلی اور
اجمالی طور پر مودوع اور سپرد ہی اور لوح محفوظ بھی اس اعتبار سے مرتبہ کونیہ
مین علم کا آئینہ ہی پس جو کچھ کہ مرتبہ علم مین جزئی اور تفصیلی طور پر ظاہر ہی تو وہی
لوح محفوظ مین بھی جزئی اور تفصیلی طور پر ثابت ہی - جب تم نے جان لیا کہ عالم امر
دو قسم پر ہی کتاب مجمل جسکا نام ام الکتب ہی اور کتاب مفصل جسکا نام کتاب مبین ہی
پس کتاب مجمل عقل ہی اور کتاب مبین نفس ہی تو جانو کہ عالم ملک بھی دو قسم پر ہی کتاب
مجمل جسکو عرش کہتے ہین اور کتاب مفصل جسکو کرسی کہتے ہین پھر عرش کو اجمال کے
اعتبار سے جسکی تفصیل کرسی مین ہی ام الکتب کہتے ہین اور کرسی کو تفصیل کے اعتبار
سے جسکا اجمال عرش مین ہی کتاب مبین کہتے ہین - پس درمیان عرش اور قلم کے
اجمال کے اعتبار سے مناسبت اور مشارکت ہی اور ان دونون مین چیزین
کلی طور پر ہوتی ہین اور ایسہی درمیان کرسی اور لوح محفوظ کے تفصیلی طور کے
مظہر ہونے کے اعتبار سے یعنے ان دونون مین جزئی اور تفصیلی ہونے کے
اعتبار سے مشارکت اور مناسبت ہی پس اس اعتبار سے عرش مرتبہ حسیہ مین
قلم کا آئینہ ہی پھر جو کچھ کہ قلم مین کلی اور اجمالی طور پر مندرج ہی تو وہ عرش
مین بھی کلی اور اجمالی طور پر مندرج ہی اور کرسی بھی اس اعتبار سے مرتبہ

حسیہ مین لوح محفوظ کا آئینہ ہی پس جو کچھ کہ لوح محفوظ مین جزئی اور تفصیلی
طور پر ثابت ہی تو وہ کرسی مین بھی جزئی اور تفصیلی طور پر ثابت ہی۔ پس قلم جسکی
کنیت عقل ہی وہ ذات باری کا نمونہ ہی اور وہ ذات کا آئینہ اور مظہر اور جلوہ گاہ
ہی اور لوح محفوظ جسکی کنیت نفس ہی وہ علم کا نمونہ ہی اور وہ علم کا آئینہ اور مظہر
اور جلوہ گاہ ہی ایسہی عرش قلم کا نمونہ ہی اور وہ اوسکا آئینہ اور مظہر اور جلوہ گاہ
ہی اور کرسی لوح محفوظ کا نمونہ ہی اور وہ اوسکا آئینہ اور مظہر اور جلوہ گاہ ہی
پس عقل ذات کا نسخہ ہی اور نفس علم کا نسخہ ہی اور عرش قلم کا نسخہ ہی اور کرسی لوح
محفوظ کا نسخہ ہی اور انسان کامل وہ بھی ایک نسخہ ہی لیکن یہ سب نسخون کا جامع ہی
اور وہی سب کا خلاصہ اور سبکا ملخص اور سب کا حاصل ہی اور وہی درمیان
دونون حقایق الہیہ اور حقایق کونیہ کے جامع ہی پس جیسے کہ اللہ کے ذات
پاک کے لیے وہ کتاب کلی جملی اور ام الکتب ہی جو تمام کتابون کو قبل اوسکے تفصیل
کے جامع ہی۔ اور اللہ تعالی کو اپنے ذات کا علم کتاب مبین تفصیلی ہی جسمین
ذات کے اجمالی حالتون کو مفصل بیان کیا ہی۔ ایسا ہی انسان کامل کیلئے بھی
اجمالی کتاب اور ام الکتب ہی جو تمام کتابون کو بعد اوسکے مرتبہ تفصیلی کے جامع ہی
اور اوسکا علم اپنے ذات کے ساتھہ کتاب مبین تفصیلی ہی جسمین انسان کے اجمالی

انسان کامل کی ہ

۹ [illegible]

حالتون کی تفصیل ہی پس انسان کامل کو اپنے نفس کا علم اوسکے ذات کا آئینہ ہی اور
اوسکی ذات اوسمین ظاہر ہی اور اوس علم کے سبب سے ذات کی تمیز حاصل ہی جیسے
کہ اللہ تعالی کا علم اپنے ذات کے ساتھہ اوسکے ذات کا آئینہ ہی اور اوس آئینہ مین
اوسکی ذات ظاہر ہی اور علم کی تعین اوسمین واقع ہی پس ذات باری اور ذات
انسان کامل مین کلی اور اجمالی سبب سے مشابہت اور مجانست ہی اور ان دونون
مین چیزین کلی اور اجمالی طور پر ہوتی ہین اور علم باری اور علم انسان کامل مین
باعتبار مظہر تفصیل ہونے کے مجانست ہی اور انکا اجمال ذات باری اور ذات
انسان کامل مین موجود ہی پس اس مناسبت سے انسان کامل کی ذات حق تعالی
کے آئینہ سے ہی اور اللہ تعالی کی ذات پاک انسان کامل پر کلی اور اجمالی طور
پر متجلی ہی اور اسی اعتبار سے انسان کامل پر ذات باری ظاہر ہی
اور انسان کامل کا علم علم حق کا آئینہ ہی اور حق تعالی کا علم اوس پر متجلی اور ظاہر ہی
پس جو کچھہ کہ ذات حق مین اجمالی طور پر مندرج ہوگا تو وہ بجنسہ اوسی اعتبار سے
انسان کامل کے ذات پر بھی مندرج ہوگا اور جو کچھہ کہ علم حق مین جزئی اور
تفصیلی طور پر ظاہر ہوگا تو وہ انسان کامل کے علم مین بھی جزئی اور تفصیلی طور پر
ثابت ہوگا بلکہ اوسکا علم عین اوسکا علم ہی اور اوسکی ذات عین اوسکی ذات ہی

لیکن نہ دونون مین اتحاد ہی اور نہ اسمین حلول ہی اور نہ بندہ خدا ہوتا ہی اور
نہ خدا بندہ ہوتا ہی کیونکہ یہہ محال ہی اسواسطے کہ اتحاد دو موجودون سے حاصل
ہوتا ہی اور اسیطرح حلول اور صیرورت بھی دو موجودون سے ہوتا ہی اور یہان
سوا ایک وجود کے اور کوئی وجود ہی نہین ہی اور کل اشیا اوسی سے
موجود ہین اور بذاتہ وہ سب معدوم ہین پھر وہ چیزین موجود بہ اور معدوم بنفسہ
کیونکر ایک ہو سکتے ہین ایک وہ جو دوسرے اوس سے موجود ہوتا اور دوسرا
وہ جو بذاتہ معدوم ہوا اور اگر تم کسی اہل اللہ سے اتحاد کے لفظ کو سنو یا اونکے
تصنیفات مین دیکھو تو اوس سے وہ اتحاد نہ سمجھو جسکے بارہ مین مینے کہا ہی
کہ وہ دو موجودون سے حاصل ہوتا ہی کیونکہ قوم کا مطلب اتحاد سے سوا اسکے
اور کچھ نہین ہی کہ وجود حق کو واحد مطلق مشاہدہ کرین جس سے کل چیزین موجود
ہین پس ہر چیز اس اعتبار سے اوسکے ساتھ متحد ہی کہ وہ سب اوسیکے وجود سے
موجود ہین اور بذاتہ وہ سب معدوم ہین اور یہ معنی نہین ہی کہ اون چیزونکو
بھی ایک وجود خاص ہی پس یہ وجود خدا کے وجود سے متحد اور ایک ہوگیا
کیونکہ یہ محال ہی اور اس موجود واحد کے لئے ظہور اور بطون ہین ظہور تو
عالم ہی اور بطون اسماء الٰہی ہین اور ایک برزخ ہی جو دونون کو جامع ہی اور

دونون کے درمیان حد فاصل ہی تاکہ اوس برزخ سے ظہور اور بطون
مین تمیز حاصل ہو اور وہ برزخ انسان کامل ہی پس ظہور بطون کا آئینہ ہی
اور بطون ظہور کا آئینہ ہی اور جو کہ دونون کے درمیان واقع ہی یعنے
برزخ جسکو انسان کامل کہتے ہین تو وہ دونون کا اجمالی اور تفصیلی آئینہ ہی اور
جب یہ ثابت ہوگیا تو میرے طرف توجہہ کر واب مین اوسکو قوم کے طریقہ سے
بیان کرتا ہون مین کہتا ہون کہ جبکہ مناسبت ذات حق اور ذات انسان
کامل اور علم حق اور علم انسان کامل مین ہی اور جو کچھہ کہ ذات حق مین مجمل ہی
تو وہ بجنسہ ذات انسان کامل مین مجمل ہی اور جو کچھہ کہ علم حق مین مفصل ہی تو وہ
بجنسہ علم انسان کامل مین مفصل ہی تو ایسی مناسبت قلم اور روح انسان
اور لوح اور قلب انسان اور عرش اور جسم انسان اور کرسی اور نفس
انسان مین بھی ہی اور ہر ایک ان دونون سے اپنے مقابل اور مناسب کا
آئینہ ہی اور جو کچھہ کہ قلم مین مجمل ہی تو وہ روح انسان مین مجمل ہی اور جو کچھہ
لوح محفوظ مین مفصل ہی تو وہ قلب انسان مین مفصل ہی اور جو کچھہ کہ عرش
مین مجمل ہی تو وہ جسم انسان مین مجمل ہی اور جو کچھہ کہ کرسی مین مفصل ہی تو وہ
نفس انسان مین مفصل ہی اور انسان کامل سب کتب الٰہیہ اور کونیہ کا

کتاب جامع ہی — اور جسطرح مینے خدا کے بارہ مین کہا ہی کہ اوسکا ذاتی علم تمام چیزون کے علم کو مستلزم ہی اور وہ تمام چیزون کو اپنے ذاتی علم سے جانتا ہی اسیطرح مین انسان کامل کے بارہ مین کہتا ہون کہ اوسکا بہی ذاتی علم تمام چیزون کے علم کو مستلزم ہی اور وہ بہی تمام چیزون کو اپنے ذاتی علم سے جانتا ہی ـ کیونکہ وہ بہی تمام چیزون کا اجمالی اور تفصیلی طور پر جامع ہی پس جس نے اپنے نفس کو پہچانا تو اوسنے اپنے خدا کو پہچانا اور تمام چیزونکو جان لیا ـ پس ای فرزند عزیز تمہاری فکر اپنے ہی نفس مین تمہین کافی ہی کیونکہ کوئی شی تم سے خارج نہین ہی چنانچہ ہمارے والد بزرگوار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب نے فرمایا ہی **شعر**

دواءک فیک وما تشعرُ و داءک منک وما تبصر

تیری دوا تجہہ ہی مین ہی اور تجکو خبر نہین ہی ـ اور تیری بیماری تجہہ ہی سے ہی لیکن تجہے نظر نہین ہی ـ و انت الکتاب المبین الذی ـ باحرفہ یظہر المضمر تو ہی وہ کتاب مبین ہی ـ جس کے حرفون سے راز اور ستر ظاہر ہوتے ہین و تزعم انک جرم صغیر ـ و فیک انطوی العالم الاکبر ـ تو یہہ سمجہتا ہے کہ میرا وجود ذرا سا ہی ـ حالانکہ تجہہ ہی مین عالم اکبر پیچیدہ ہی ـ فلا حاجة

لك من خارج - وتخبر عنك بما يسطر - تجھے باہر کسی چیز کی حاجت
نہین ہی - تو اپنے ہی نفس سے کتاب مسطور کی خبر دریافت کر -
مترجم کہتا ہی کہ اسی معنی مین حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ کہا ہی
انا القران والسبع المثانی - مین ہی قرآن اور سبع مثانی ہون
وروح الروح لا روح الاوانی - اور مین ہی روح الروح ہون اور روح
اوانی یعنے روح الاجسام نہین ہون - فوادی عند مشهودی مقیم
میرا قلب میرے مشاہدہ کے وقت مقیم ہی - اشاهده وعندکم لسانی -
مین اوسے مشاہدہ کرتا ہون اور تمہارے نزدیک وہ میری زبان ہی -
کیا تم نہین سنتے خدا تعالی کیا فرماتا ہی اقراء کتابك کفی بنفسك
الیوم علیك حسیبا - تو اپنی کتاب پڑھ - آج کے دن تجھپر حساب کے
روسے تیرا ہی نفس کافی ہی - پس جسنے اس کتاب کو پڑھا تو اوسنے ماضی اور
حال اور استقبال کے ہوا اور ہونیوالے چیزون کو جان لیا اور اگر تم اوسے
پورا نہ پڑھ سکو تو سنو اللہ فرماتا ہی - فاقرءوا ما تیسر منه یعنی پڑھو
جو تم کو اوس سے آسان معلوم ہو - کیا تم نہین دیکھتے اللہ پاک فرماتا ہی
سنریهم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق -

یعنے ہم اون کو اپنے نشانیان آفاق مین اور اون کے نفسون مین دکھلا ئینگا تاکہ اون کو ظاہر ہو جاوے کہ وہ حق ہی دیکھو اللہ کیا فرماتا ہی وفی انفسکم افلا تبصرون یعنے اور تمہارے ہی نفسون مین ہی کیا تم نہین دیکھتے — اور اللہ پاک کیا فرماتا ہی — الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ یعنے الم اس کتاب مین کوئی شبہہ اور شک نہین ہی — اور الف سے ذات احدیت کے طرف اشارہ ہی یعنے خدای تعالی من حیث ہو ہو ازل الازال مین سب چیزون سے پہلے ہی — اور لام سے یہہ اشارہ ہی کہ اوسیکا وجود باوجود سب چیزون کو محیط ہی کیونکہ لام ایک قائمہ اور ایک ذیل شکل دوری سے مرکب ہی لیکن قائمہ تو الف ہی اور ذیل نون ہی اور نون سے دائرہ ہستی مراد ہی پس قائمہ کا ذیل سے ملنا موجودات پر وجود کے انبساط کے طرف اشارہ ہی پس قائمہ الف ذاتی کا ظل ہی جو عالم کون وفساد پر پہیلا ہوا ہی — اور میم سے اوس کون کے طرف اشارہ ہی جو دو نون کا جامع ہی اور وہ انسان کامل ہی پس حق تعالی اور عالم اور انسان کامل یہہ تینون ایک ایسی کتاب ہی جسمین کوئی شک نہین ہی اور ایسی خداوند جل وعلا نے فرمایا ہے قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب —

یعنے کہدو کہ اللہ اور وہ شخص کہ جسکو کتاب کا علم ہی یعنے انسان کامل ہمارے
اور تمہارے درمیان گواہی کو کافی ہی پس اے میرے فرزند عزیز یہہ
وہی کتاب اور علم کتاب ہی جسکو مینے بیان کیا ہے اور توہی کتاب ہی جیساکہ مینے کہا
کہ تمہین اپنے ذات کا علم عین تمہین کتاب کا علم ہی اور کوئی رطب نہین یعنے
عالم ملک اور نہ کوئی یابس یعنے عالم ملکوت اور نہ کوئی اوس سے اونچا درجہ
ہی مگر وہ سب کتاب مبین مین ہے اور وہ کتاب مبین تم ہی ہو۔ اور وہ
کتاب جو انسان کامل پر اوتری ہی تو وہ مراتب کلیہ اور جزئیہ انسانیہ کا اجمالاً
اور تفصیلاً بیان ہی پس کتاب انسان کا اور اوسکے مرتبون کا اور اوسکے
جامع ہونے کا اور اوسکے جمعیت کے مرتبہ کا بیان ہی اور اوسکے مراتب
تفصیل کا مفصلاً ذکر ہوچکا کیونکہ اوسکے مقامات کا تصرف اور اوسکے
مراتب اور اطوار اور دوری ذاتی اور صفاتی اور فعلی کا بیان اوپر ہو گیا ہی
اور وہ انسان کامل اللہ پاک کے ذات اور صفات اور اسماء اور فعلون کا
کو حکایت کر رہا ہی یعنے وہ زبان حال سے خود اون حالات سے تجلی ہوکر
اون کو بیان کر رہا ہی اور وہ ہر عالم اور اوسکے اہل اور ہر عالم کے مرتبون سے
اور عالم کے حالات سے اور اون حالات کے اہل سے خود ہر مقام پر تجلی کرتا ہی

ہو رہا ہی اور وہ ان سب کو اور اجزاء عالم کو مع اون کے اہل کے اجمالاً اور تفصیلاً کہہ رہا ہی اور یہی مراتب انسان کی تفصیل ہی اور وہ انسان کامل ان سب تفصیلوں کا مجموعہ ہی پس ثابت ہوگیا کہ یہہ کتاب انسانی مراتب کو ظاہر کرنے والی اور اوسکے مراتب کلیہ اور جزئیہ کو بیان کرنے والی ہی اور جب یہ بھی ثابت ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ اس کتاب کے لئے جو انسان کامل پر اوتری ہی فاتحہ بھی ہی جسکا نام ام الکتب ہی اور جو کچھہ کہ کتاب مین مفصلاً ہی تو وہی فاتحہ مین مجملاً ہی اور جو فاتحہ مین مجملاً ہی تو وہ کتاب مین مفصلاً ہی اور فاتحہ بسم اللہ مین مندرج ہی اور بسم اللہ باء مین اور باء نقطہ مین مندرج ہی پس نقطہ ہی ام الکتب ہی اور پوری کتاب اوسی مین موجود ہی اور حروف اور مفردات اور مفصلات اور الفاظ اور کلمات اور سورہ اور آیت اور اسمین کتاب سے یہہ مراد ہی کہ اوس نقطہ کا انبساط ہو اور ان سب کے ساتھہ اوس نقطہ کا تعین حاصل ہو اور نقطہ مین ان سب کے اندراج سے یہہ مطلب ہی کہ اوسکا انبساط نہو کیونکہ سواے نقطہ کے وہان اور کوئی چیز ہی نہین ہی پس جسنے میرے ان باتون کو سمجھہ لیا تو وہ اس آیت کے معنی کو بھی خوب سمجھہ لیا ہوگا وہ یہہ ہی الم تر الی ربک کیف مد الظل و لو شاء لجعله

ساکنا۔ یعنے کیا تم نے خدا کو نہین دیکھا کہ کسطرح اوسنے سایہ کو دراز کیا اور اگر چاہتا تو اوسکو ساکن کر دیتا۔ پس سایہ کے دراز کرنے سے نقطہ وجودیہ کو پھیلانا اور اوسکو تعین کرنا مراد ہی اور وہ تعینات حروف اور کلمات آلہیہ اور کونیہ ہین اور سکون سے مطلب یہہ ہی کہ نقطہ وجودیہ کا انبساط تعینات حروف اور کلمات وغیرہ کے ساتھہ نہو بلکہ وہ اپنے بساطت پر باقی رہے جسکی خبر اس حدیث مین دی گئی ہی۔ کنت کنزا مخفیا۔ یعنے مین ایک گنج پنہان تھا۔ پس اس نقطۂ ثانی سے نقطۂ وجودی کے طرف اشارہ ہی اور بسم اللہ کے بار سے اشارہ ام الکتب ثانی کے طرف ہی اور وہ قلم ہی اور شک نہین ہی کہ قلم جسکو ام الکتب ثانی کہتے ہین وہ نقطہ وجودیہ مین پنہان تھا اور بسم اللہ سے اشارہ ام الکتب ثالث کے طرف ہی یعنے عرش عظیم جو عقل مین جسکو قلم بھی کہتے ہین مکنون تھا اور فاتحہ سے کتاب جامع کے طرف اشارہ ہی اور وہ انسان کامل ہی اور شک نہین ہی کہ انسان قبل ظہور کے سب مرتبون مین مندرج اور پنہان تھا جیسے کہ تمام چیزین بعد اوسکے ظہور کے اوسمین مندرج ہین اور نقطہ کا بذاتہ منبسط ہونا اول کتاب مبین کے طرف اشارہ ہی اور بار کے سین کے طرف انبساط سے دوسرے کتاب مبین کے طرف اشارہ ہی اور یہ لوح محفوظ ہی

اور بسم اللہ کے حرفون کی تفصیل اور ایک کا دوسرے مین داخل ہونا تیسرے
کتاب مبین کے طرف اشارہ ہی اور وہ کرسی ہی اور جو کچھ کہ بسم اللہ مین ہی
تو اوسکا تکرار اور ایک کا دوسرے سے مشابہہ اور مماثل ہونا چوتھے کتاب
مبین کے طرف اشارہ ہی اور وہ انسان کامل ہی اور تمام قرآن کا فاتحہ سے ہونا
عالم کے مرتبے اور اوسکے اجزا کے طرف اشارہ ہی سمجھو۔ جب یہہ ثابت ہو گیا
تو جاننا چاہیئے کہ فاتحہ مین تین قسمین ہین ایک قسم وہ ہی جو متعلق حق کے ہی
اور دوسری قسم وہ ہی جو متعلق خلق کے ہی اور تیسری قسم وہ ہی جو دونو نکو
جامع ہی یعنے دو نصف پر بٹتے ہین اور تیسرا دونون کو جامع ہی چنانچہ ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے
نماز کو بغیر ام الکتب کے پڑہا تو اوسکی نماز ناقص ہی اسکو آنحضرت صلعم نے
خداجٌ خداجٌ خداجٌ تین بار فرمایا۔ یعنے ناتمام ہی پھر ابو ہریرہ سے کہا گیا
کہ ہم لوگ کیسے پڑہین کیونکہ ہم لوگ تو امام کے پیچھے رہتے ہین تب اونہون نے
کہا کہ تم اوسکو دل مین پڑہو کیونکہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے سنا ہی کہ اللہ تعالی کہتا ہی کہ مین نے نماز کو درمیان اپنے اور
اپنے بندہ کے آدہی آدہی بانٹا ہی اور اپنے بندہ کے لئے جو کچھ مانگتا ہی
پاتا

موجود ہی پھر جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہی تو اللہ فرماتا ہی کہ میرے
بندہ نے میری حمد کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہی تب اللہ کہتا ہی کہ میرے
بندہ نے میری ثنا کی اور جب مالک یوم الدین کہتا ہی تب اللہ کہتا ہی کہ
میرے بندہ نے میری تمجید کی اور جب ایاك نعبد و ایاك نستعین کہتا ہی
تب اللہ فرماتا ہی کہ یہہ درمیان میرے اور میرے بندہ کے ہی اور میرے بندہ
کے لئے جو کچھہ وہ چاہتا ہی حاضر ہی اور جب بندہ اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضّالین
کہتا ہی تب اللہ فرماتا ہی کہ یہہ خاص میرے بندہ ہی کے لئے ہی۔

سورۂ فاتحہ اول سے مالک یوم الدین تک فقط حق سے متعلق ہی
اور اھدنا الصراط المستقیم سے آخر تک فقط خلق سے متعلق ہی اور ایاک نعبد
و ایاک نستعین خدا اور بندہ دونون سے متعلق ہی

اور مین نے ان تینون قسمون کی تحقیق کے لئے ایک دائرہ بنایا ہی اور اوس دائرہ
کو دو حصہ پر بانٹا ہی اور بیچ مین ایک خط قائم کیا ہی اور سینے اوسے ترتیب
دیکر ایک قسم فقط حق کے لئے اور ایک قسم فقط بندہ کے لئے اور ایک قسم
دونون کے لئے بنایا ہی — وہ دائرہ یہی ہی —

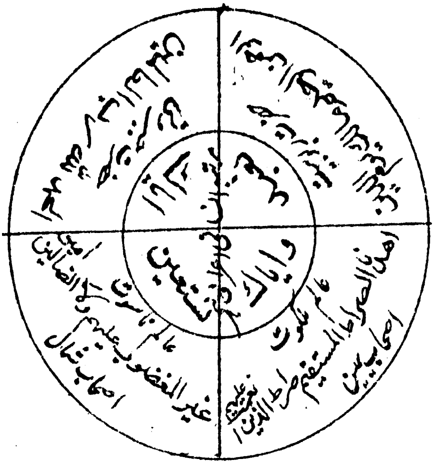


جاننا چاہئے کہ یہہ دائرہ کلیہ تمام اقسام عالم جبروت و ملکوت و ملک اور اون دونون کے بیچ کو شامل ہی - اور جو کچھہ کہ حق سے متعلق ہی اوسکا نام جبروت ہی اور جو خلق سے متعلق ہی تو اوسکے دو قسم ہین ایک کا نام ملکوت ہی اور دوسرے کا نام ملک ہی کیونکہ بندہ کو روح اور جسم دونون ہوستے ہین پس روح اوسکی ملکوت کو شامل ہی اور جسم اوسکا ملک کو شامل ہی اور جو کہ حق اور عبد دونون کے ساتھہ متعلق ہی تو اوسکا نام حقیقت کلیہ انسانیہ ہی - اور جو قسم کہ بندہ سے متعلق ہے تو اوسکے دو قسم ہوسے اور ہر قسم کا نام علیحدہ ہی اسیطرح ہر قسم کا ایک ایک اور نام بہی ہی یعنے عالم ملکوت کو اہل سعادت و ہدایت بہی کہتے ہین اور وہ اہدنا الصراط المستقیم سے انعمت علیہم تک ہی اور عالم ملک کو اہل شقاوت و ضلالت سے بہی

تعبیر کرتے ہین اور وہ غیر المغضوب سے ولا الضالین تک ہی اور اس تقسیم کی سبب
یہ ہی کہ عالم جبروت جلال اور جمال دونون کو جامع ہی پس ان دونون کے لئے دو
مظہرون کا بھی ہونا ضرور ہوا تا کہ اون دونون مظہرون سے جلال اور جمال کے احکام
ظاہر ہون پس سعادت اور ہدایت والے لوگ اصحاب یمین ہین جو جمال کے
مظہر ہین اور شقاوت اور ضلال والے لوگ اصحاب شمال ہین جو جلال کے مظہر
ہین پھر اصحاب یمین اور اصحاب شمال کے لئے بھی دو مظہرون کا ہونا ضرور ہوا جنمین
اون دونون کے احکام اور اعمال ظاہر ہون اور وہ دونون بہشت اور دوزخ ہین
اور یہ سب قسمین بندہ کے قسم مین مندرج ہین اور وہ قسم جو خدا اور بندون
دونون سے متعلق ہی اور جسکا نام حقیقت کلیۂ انسانیہ ہی تو وہ کمال والون کا مرتبہ ہی
اور وہ دونون کے نظارہ کا مقام ہی اور وہ دونون طرفون پر بلند مکان ہی
اور وہ اعراف کا مقام ہی اور یہ آیت اسی قسم کے بارہ مین ہی وفیہ رجال
یعرفون کلاً بسیماھم یعنے اس مین وہ لوگ ہین جو ہر ایک کو اون کے نشانون سے
پہچانتے ہین - کیونکہ یہہ لوگ سب پر محیط ہین اور اون لوگون کو ذاتی کمال ہی
اور جلال اور جمال یہ دونون کمال مین مندرج ہین اور اس مقام والے عارف
باللہ اور موحد ہوتے ہین -

جب یہ ثابت ہو چکا تو معلوم کرنا چاہیے کہ اس برزخ مین حق تعالی بندون کے صفات سے متصف ہوتا ہی جیسے ہنسا اور رونا اور خوش ہونا اور رنج ہونا اور استہزار کرنا اور بیماری اور بہوکھہ اور پیاس وغیرہ ہین -

اور بندہ اس برزخ مین خدا کے صفتون سے متصف ہوتا ہی جیسے حیاۃ اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سننا اور دیکہنا اور کلام کرنا اور زندہ کرنا اور مارنا اور شگفتہ ہونا اور بستہ خاطر ہونا اور عالم مین تصرف کرنا وغیرہ وغیرہ ہین - پس یہہ برزخ باریتعالی کا فرودگاہ ہی تاکہ بندہ اس مقام پر ربانی صفتون سے موصوف ہو جاوے پس ایہی وہ عما ہی جسکا ذکر مشہور حدیث مین ہی اور اگر مین کلام کے طول ہونے اور سامع کے عدم التفاتی سے نڈرتا ہوتا تو مین اس مرتبہ برزخیہ عمائیہ مین اوسکے اسرار اور غوامض کو ذکر کرتا - لیکن مین اسی خوف کے سبب سے کلام کے باگ کو روک لیتا ہون اور اسی قدر پر اکتفا کرتا ہون اور اسیقدر اس مختصر کے لایق ہی - اب ثابت ہو گیا جو مین نے دعوی کیا تھا کہ فاتحہ کتاب تمام مرتبون کو جامع ہی اور تمام اقسام عالم کو جو کتاب سے مراد ہی محیط ہی اور تمام مراتب اور سب عالم اسی فاتحہ مین مندرج ہین اسی لیے فاتحہ کا نام ام الکتب رکھا گیا ہی -

اور بسم اللہ جسکا نام ام الام ہی وہ بہی دو قسم پر ہی ایک قسم وہ ہی جو ذات کے متعلق ہی اور وہ لفظ بسم اللہ ہی اور دوسری قسم صفات کے متعلق ہی اور وہ الرحمن الرحیم ہی اور جو دونون کے بیچ مین ہی تو وہ برزخ ہی اور یہہ دونون قسمون کا جامع اور دونون کا قابل ہی اور وہ دونون اس برزخ مین موجود ہین اور وہ برزخ لفظ اللہ ہی چنانچہ مین اسپر ایک دائرہ لکہتا ہون اور اوسکے بیچ مین ایک خط گذرا نکر اوس دائرہ کو دو کمانین بناتا ہون پہر تم داہنے طرف کے کمان مین بسم کو اور بائین طرف کے کمان مین الرحمن الرحیم کو اور برزخ مین اللہ کو لکہو کیونکہ وہ اسم ذات ہی اور تمام نامون اور تمام صفتون سے وہ موصوف ہی پس وہ باعتبار جامع ہونے کے دونون قسمون کا برزخ ہی ت

وہ یہ ہے

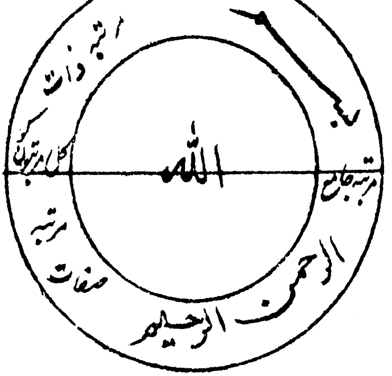


اور جاننا چاہئے کہ بسم اللہ تین نامون اللہ رحمن رحیم کو شامل ہی اور اللہ

اسمار فاعلی اور قابلی اور حقیقی کو شامل ہی اور حقیقی اسمار فاعلی اور قابلی کے لیے مستعد ہین

اب تم اسمین ایک دوسرا دائرہ لکھو اور فاعلی کو داہنے طرف اور قابلی کو بائین طرف اور حقیقت مستعدہ کو برزخ مین لکھو جسطرح تم اوسے ذیل مین دیکھتے ہو - اوسے مشاہدہ کر لو وہ اسطرح ہی -

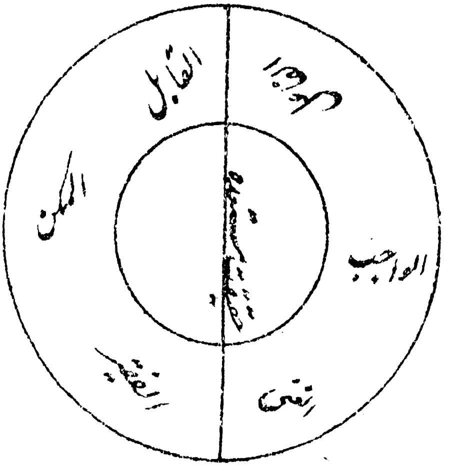


اور اعیان ممکنات پر باعتبار وجود کے انبادا کے حق تعالی کا نام رحمن ہی اور رحیم بھی اوسکا نام ہی باعتبار خاص ہونے اوسکے ہر عین سے اور وہ ہر عین مین حصہ وجود سے مختص ہی پس حق تعالی بنفسہ رحمت امتنانیہ عامہ ہی جو رحمن سے خاص کیا گیا ہی اور رحمت وجوبیہ خاصہ ہی جو رحیم سے متصل ہی اور یہہ رحمت وجوبی مرحوم کے ظہور کو مقتضی ہی تاکہ اوس سے باریتعالی کے اسرار رحمت کا

ظہور ہو جبکہ باریتعالی اپنے رحمت سے اونکو اون کے اعمال اور اقوال کا
کا جزا دیوے پس رحمت کی نسبت دو نسبتون کے درمیان واقع ہے اور وہ
دونون نسبتین رحمن اور مرحوم ہین غور کرو جب تم اسے سمجھ چکے تو اسم رحمن
کے لئے ایک دائرہ بناؤ اور اسمین ویسیہی کرو جیسا کہ تمنے اورون ہین کیا ہے
اور اسم رحمن کو داہنے کمان مین رکھو اور کلیات مراتب کو بائین جانب
کے کمان مین ثبت کرو کیونکہ رحمن کی رحمت ہر شی پر وسیع ہے اور جسکی
رحمت کہ عموماً وسیع ہو تو وہ مرحوم ہے اور رحمت کو برزخ مین لکھو۔

وہ اسطرح ہے

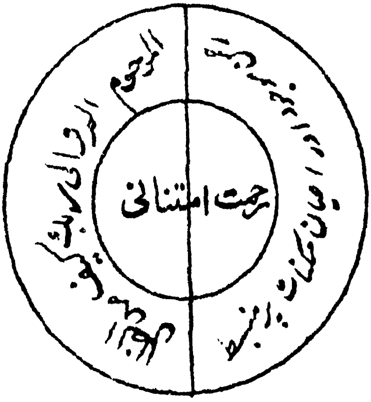

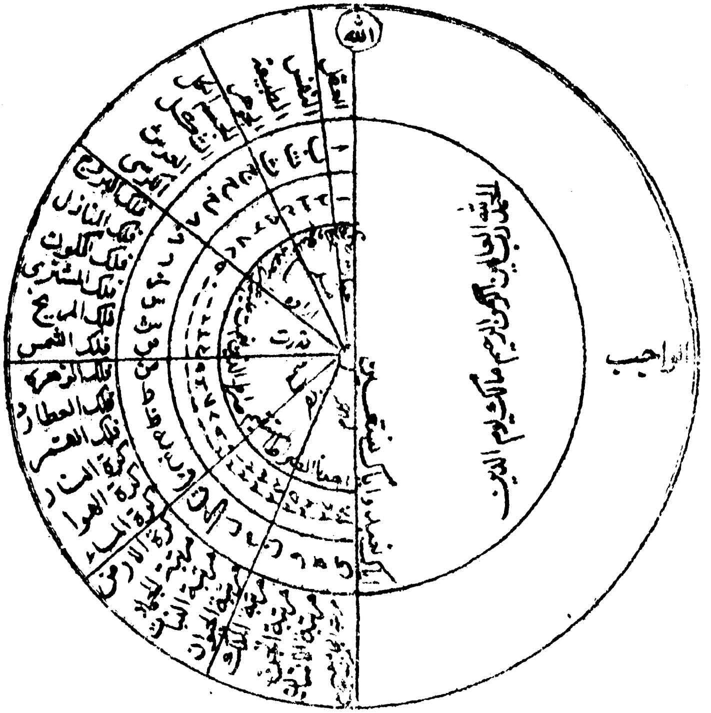


اور رحیم میں بھی وہی عمل کرو جو عمل کہ ہم نے رحمن میں کیا ہے کیونکہ رحمت رحیمیہ جہت
وجوبی کا ہے اور وہ عمل سے متعلق ہے پس اوسکے مرحوم وہ ایمان والے لوگ ہیں
جو اعمال صالح کرتے ہیں۔ پھر اسمیں رحیم کے نام کو داہنے طرف لکھو اور
مومنین کے نام کو بائیں طرف ۔ اور برزخ میں رحمت کو لکھو جیسا تم دیکھتے ہو
وہ اسطرح ہے

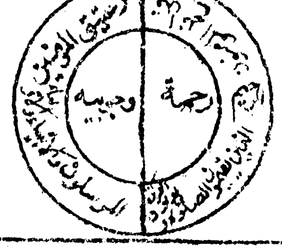

اور باعتبار حکم اصول کے فروع مین بھی یہ حکم جاری ہی اور بسم اللہ اور فاتحہ کے ہر حرفون مین اور ہر سورہ مین اجمال ہی اور اوسکے آیتون اور کلمون اور حرفون مین تفصیل ہی اور پھر اوسکے ہر ایک کے لئے دائرہ دو قوسون پر منقسم ہی اور اوسکے بیچ مین برزخ ہی جو دو نون کو جامع ہی اور اوسکی اس مختصر مین گنجایش نہین ہی بلکہ تمام عالم مین وہ محصور نہین ہوسکتا ہی چنانچہ خود اللہ پاک فرماتا ہی لوکان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً یعنے اگر تمام دریا کے سوا ر سات دریا اور ملاکر سیاہی بناوین اور تمام روی زمین کے درختون کو قلم بناوین تو اوسکے کلمات کے لکھے جانے سے پہلے یہ سب فنا ہو جائنگے ۔ پس مین نے اسی قدر تحریر پر کفایت کی اور جب مین اسقدر راز مکنون مین چلا تو اب ٹھہر گیا ۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔ یعنے خدا ہی حق کہتا ہی اور وہی سالکون کو راہ بتلاتا ہی ۔

الحمد للہ کہ رسالہ مشکوۃ الموحدین ترجمہ مرآۃ العارفین فی ملتمس زین العابدین تمام ہوا اور اسکے اصل مصنف امام ہمام امیر المومنین حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ ہین اور یہہ حضرت امام زین العابدین کے پدر بزرگوار ہین اور حضرت

امام حسین حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیر خدا کے فرزند رشید ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند صالح ہین -

(ضمیمہ)

کمیل ابن زیاد نخعی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے خاص ہمنشینون سے تھے اونہون نے ایک روز سوال کیا کہ حضرت حقیقت کیا چیز ہی آپنے فرمایا کہ تمکو حقیقت سے کیا کام ہی تب حضرت کمیل نے کہا کہ کیا مین آپکا رازدار نہین ہون ؟ آپنے فرمایا ہان تم میرے بڑے رازدار ہو لیکن تمپر وہی تراوش کریگا جو مجھسے لبریز ہو کر گریگا یعنے کسی حالت کے وقت تمکو معلوم ہو جائیگا - پہر حضرت کمیل نے کہا کہ کیا آپکے ایسے لوگ بھی سائل کو محروم کرتے ہین تب آپنے فرمایا کہ حقیقت جلال کے انوار کو بغیر حقائق پر پہر مارنے کے کہولتا ہی پہر اونہون نے کہا کہ اور صاف کرکے فرمائیے تب آپنے فرمایا کہ موہوم کو معلوم کے روشنی مین بہول جانا ہی پہر اونہون نے کہا کہ اور اوصاف کرکے فرمائیے تب آپنے فرمایا کہ بسبب غلبہ راز کے افشای راز کرنا ہی پہر اونہون نے کہا اور صاف کرکے فرمائیے تب آپنے فرمایا کہ صفت توحید کے سئے جذب احدیت ہی پہر اونہون نے کہا کہ اور صاف فرمائیے تب آپنے فرمایا کہ ازل کے صبح سے ایک نور چمکتا ہی اور اسکے آثار توحید کے صورتون پر ظاہر ہوتے ہین - پہر اونہون نے کہا کہ اور صاف فرمائیے تب آپنے فرمایا کہ چراغ گم کرو صبح نکل آئی -

تمام شد

# اشتہار

شایقین علم و فن پر ظاہر کہ کتاب ہای مفصلۂ ذیل حیدرآباد دکن قصبہ سنگارڈی پیٹھ ضلع میدک مولوی محمد صفدر حسین صاحب مہتمم صفائی و تعمیر ضلع میدک کے پاس سے بآسانی ملسکتی ہین خط و کتابت جناب ممدوح کے نام سے ہو۔ اور ہر کتاب کے پانچ نسخہ کے خریدار کو ایک کتاب زاید دیجائیگی ایسے ہی فی پانچ پر ایک کے حساب سے سو نسخہ کے خریدارون کو ۲۵ نسخہ اوسی کتاب کے زاید دئے جائینگے۔

۱ ترجمہ فصوص الحکم للشیخ الاکبر محی الدین عربی مع مقدمہ سوانح عمری تخمیناً ۲۳ جز عالہ

۲ ترجمہ مراۃ العارفین فی ملتمس زین العابدین مسمی بمشکوۃ الموحدین از حضرت امام حسین رض ۳ جز ۴

۳ آیت الکبری در حقیقت رویت باریتعالے ۴ جز ۴

۴۔ اسرار الاختیار در تحقیق جبر و قدر ۱۰ جز عسہ

۵۔ نور الایمان و معرفت حسنہ عقاید و اخلاق مین مبتدیوں کیلئے ۵

۶۔ اختصار تصوف مین اردو ۴

۷۔ نالہ خاطر در رباعیات ۶

۸۔ تذکرہ حضرت محی الدین عربی ۲

## کتب زیر طبع

۱ اربعین فی شرح احادیث سید المرسلین دو جلد ۸

۲ ترجمہ انسان کامل فی معرفۃ الاواخر و الاوائل از عبد الکریم جیلی

۳ مکنون ترجمہ مضنون در حقیقت روح از امام غزالی رح ۴ ملجم عوام ترجمہ الجام العوام از امام غزالی رح

المشتہر محمد حبیب الرحمن مع برادران مہتمم مطبع محبوب شاہی

بہ پسین شجاعت صاحب

# الآية الكبرى

لقد رأى من آيات ربه الكبرى

۱۳۰۶ھ

# الآية الكبرى

ما كذب الفؤاد ما رأى

مطبع مجتبائی

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی والصلوٰة
والسلام علی من رای من آیات ربه الکبری وما کذب الفواد ما رای وعلی من
تبعه من صحبه البررة اولی النهی - تمام اہل اسلام مین رویت سے زیادہ
اور کوئی مسئلہ مختلف فیہ نظر نہین آتا - نظر بران عرصہ دراز سے میرا یہ خیال تھا
کہ بطور خاص اس مسئلہ کے نسبت ایک ایسا رسالہ لکھون - مگر افسوس ہے کہ تنگی
وقت سے مین یہانتک تنگ ہوگیا کہ مجبوراً اپنے ارادہ پر قادر نہوسکا الحمد للہ
رب العالمین جبکہ مین نے ہدایت کے متعلق بیل حدیث کی شرح لکھنی شروع
کی اور حدیث رویت قیامت پر میری نظر پڑی تو دفعتاً بھولی ہوئی بات یاد آئی
پھر میرا پہلا خیال تازہ ہوگیا - ہر چند کہ مین اسوقت بھی اوسی مرض ضیق فرصت مین
مبتلا تھا - مگر یہی غنیمت جانا اور بعض احادیث کے اون مضامین دقیق سے جو حسب
حال اس مقام کے تھے قطع نظر کیا اور بعض امور کی توضیح کردی - بہر حال اسقدر افراط
وتفریط سے ایک مختصر رسالہ بنگیا جسکا نام **آیت کبریٰ** ہے - **الٰہی** یہ آیت
تا قیامت باقی رہے ناظرین کو ہمیشہ اس سے عبرت کا سبق ملے اور اس بندہ محقرین کی
نظر حق بین مین وہ قوت بصیرت عنایت ہو جو دنیا و آخرت مین مرات رویت حق ہے
انہ علی کل شیء قدیر وبالاجابة جدیر اللھم انی اسئلک الشوق الی لقائک ولذة النظر الی وجهک الکریم

واضح ہو کہ حق سبحانہ کی رویت کے تین مقام ہین ایک عالم جسمانی یعنے دنیا
دوسرا عالم مثالی یعنے خواب تیسرا عالم آخرت یعنے قیامت ان ہر سہ اقسام رویت
کے نسبت نہایت ہی اختلاف ہی اکثرون نے مطلقا رویت حق سبحانہ تعالی
کو محال جانا اور انکار کیا ہے اور بعضون نے اس عالم مین بھی رویت کو جائز رکھا ہے
اور مذہب حق اہل سنت وجماعت کا یہ ہے کہ رویت حق سبحانہ تعالی کی اس عالم
مین اگرچہ ممکن ہے مگر سواے خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع
نہین اور خواب مین ممکن و واقع ہے اور عالم آخرت مین ضرور واقع ہوگی ہمان ہم
اس بحث کو کسیقدر طول دیتے ہین اول ایک بیان مقدمہ مختصر بطور علم کلام و
اہل تحقیق کے بحث کرینگے اور پھر بطریق مذاق اہل تحقیق کے بھی اوسکے بعض حقائق
کا خاتمہ پر ذکر کرینگے ان اللہ ھو الموفق والمعین وبہ نستعین

## مقدمہ

انسان ہر چیز کو تین ذریعون سے معلوم کرتا ہے ایک بذریعہ حواس کے دوسرے بتوسط
خیال کے سوم بتوسل عقل کے حس بصری اجسام و الوان ہی کو دیکھتی ہے اور قوت خیال
اونکے امثال کا تصور کرتی ہے اور چشم عقل حقیقت و معانی کا ادراک کرتی
ہے خیال تابع بصر ہی تا آنکہ کسی شی کو نہ دیکھے اوسکی صورت مثالیہ کا تصور
نہین ہو سکتا بصر تابع عقل یعنے بصیرت ہی لہذا بغیر بصیرت کے بصر کام
نہین دے سکتی یہی وجہ ہے کہ لڑکا و دیوانہ باوجودیکہ آنکھ سے دیکھتا ہے مگر
اوسکا خیال نہین رکھتا اور نہین سمجھتا الغرض اجسام و الوان کا دیکھنا چشم
بصر کا کام ہی اور صورت مثالیہ کا تصور کرنا چشم خیال کا کام ہی اور حقیقت کے
ادراک کا نام چشم عقل یعنے بصیرت ہی گو کہ بصر و خیال و بصیرت مین باعتبار
جداگانہ و مراتب مختلفہ کے تفاوت ہی مگر درحقیقت وہ ایک ہی قوت ہی عالم دنیا مین

یہہ تینون قوتین کام دیتی ہین اور عالم خواب مین قوت بصری زایل ہوجاتی ہے اور عالم آخرت مین بصر وخیال باقی نہین ہوتی بلکہ صرف بصیرت کام آتی ہے اور یہی بصیرت حقیقت بصر وخیال ہی

## بحث اوّل عالم دنیا کی رویت کے بیان مین

دنیا عالم اجسام ہی جسم وہ ہی کہ جسمین ابعاد ثلاثہ پائے جاوین انکے دو قسم ہین یا اجسام کثیف و اجسام لطیف یہ ہر دو اقسام مکان وجہت و مقابلہ کے مقتضی ہین چونکہ جسم ہمارا کثیف ہی لہذا حس بصری جسمانی بھی اجسام کثیف ہی کو دیکھتی ہے باوجودیکہ اجسام لطیفہ مثل جنات وغیرہ مکان وجہت و مقابلہ رکھتے ہین مگر ہماری آنکھہ اونکو دیکھہ نہین سکتی درحالیکہ باوصف ثبوت جہت و مکان و مقابلہ کے اجسام لطیفہ کی رویت از قبیل محال ہے تو حق سبحانہ تعالی کی رویت جسکو جسم و مکان وجہت و مقابلہ نہین محال تر ہوگی اسیطرف اشارہ ہی قولہ تعالی مین لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (۹ ع ۷)
یہی وجہ ہے کہ کوئی عالم و ولی و نبی نے اسکا دعوی نہین کیا بلکہ موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ (۷ ع ۹) کہا تہا تو جواب لن ترانی ۹ع۷ کا پایا جس سے ثابت ہوا کہ دنیا مین رویت حق سبحانہ تعالی کی جایز نہین بچند وجوہ اوّلاً بلحاظ کمال لطافت مرئی و کمال کثافت و عدم طاقت بصارت رائی کے ثانیاً رویت الٰہی غایت کرامت الٰہی ہی پس اس نعمت کا عطا سوائے بہترین مقام (جنت) کے روا نہین کیونکہ اگر یہہ نعمت دنیا ہی مین دیدی جائے تو اس دار فانی (دنیا) اور اوس دار باقی (جنت) کے درمیان بلا امتیاز کوئی فرق باقی نہین رہتا ثالثاً دنیا دار فنا ہے پس دار فنا مین باقی کا دیکھنا روا نہین کیونکہ اگر دنیا مین رویت روا ہوتی تو اس سے حق سبحانہ تعالی

خبر دیا اور اوس پر ایمان لانا واجب ہوجاتا۔ پس اس سے رد ہوگیا قول بے دلیل فرقہ
غیر مہدویہ کا جو کہتے ہین کہ جس نے حق سبحانہ تعالی کو اس دار دنیا مین بچشم سر نہ دیکھا وہ
مومن کامل نہین فقط شیخ جلال الدین اردبیلی نے کتاب انوار فقہہ شافعیہ مین لکھا ہے
کہ جو مومن دعوی کرے حق سبحانہ تعالی کو عیاناً دیکھنے کا و یا مشافہتہً کلام کرنے کا تو وہ
کافر ہے فقط حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چشم سر سے
رویت حق سبحانہ تعالی کا دعوی کرے وہ جاہل ہے کیونکہ ادعاء رویت حق بچشم
سر علامت عدم معرفت حق ہے اہل سنت وجماعت کا یہہ عقیدہ ہے کہ بچشم سر رویت
حق سبحانہ تعالی کی اس دنیا مین واقع نہین ہے الا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ آپ معراج مین دولت دیدار سے مشرف ہوے تھے چونکہ آپکو معراج عالم بیداری مین
ہوا تھا لہذا دیدار بھی بچشمان بیدار بالاتفاق تعبیر کیا گیا ہے اگرچہ اس مسئلہ مین بعض صحابہ
وعلماے متکلمین و محققین نے اختلاف کیا ہی مگر آخر کا اکثر کا اسی پر اتفاق ہوگیا ہے وجہہ اختلاف کی یہہ ہے کہ ثبوت باہم ثبوت رویت دنیا
دلیل قطعی منصوصہ وارد نہین ہوئی ہے۔ صرف بلحاظ بعض دلایل عقلی و قراین نقلی کے
اکثر صحابہ کرام وعلماے عظام نے اتفاق کیا ہے کہ یہہ تشریف بخصوصیت ذاتی
آپ ہی کی ذات ستودہ صفات کے لئے مخصوص تھی کیونکہ بلحاظ آپکی خاتمیت کے
تمامی نعمات کا خاتمہ بھی آپ ہی کی ذات بابرکات پر ختم ہوگیا ہے جیسے کہ قولہ تعالی مین
اسطرف اشارہ پایا جاتا ہی کہ واتممت علیکم نعمتی (ع ۶) یہہ اضافت دلالت کرتی
ہے کہ یہہ خاص نعمت آلہی دیدار الہی ہے جو اکمل و اتم نعمات آلہی ہے جو آپکو کرامت ہوئی
تھی اسی کرامت کے باعث آپکی امت بھی مکرم بسبب اتباع نبی اُمم ہوگئی ہاگرچہ
کہ یہہ نعمت الہی آپکو یہان کرامت ہوئی مگر اوسکی نہایت دار جنت مین ہوگی کیونکہ
دار فانی مین باقی کا دیکھنا عقلاً روا نہین جیسے کہ عقلاً جسم عنصری کا عالم ارواح مین
اور بالا سے عرش پہونچنا وغیرہ وغیرہ امور بھی جائز نہین مگر یہہ خرق عادت خاص

تشریف و کرامت الٰہی ہے جہان عقل کو دخل نہین ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۱۱ع۲۸)

ہر چند کہ رویت الٰہی اس عالم مین عموماً واقع نہو مگر اوسکا وقوع عقلاً ممکن ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی موجود ہے۔ پس عقلاً موجود کی رویت ممکن ہے گو کہ وہ موجود جسم و مکان وجہت و مقابلہ نرکہتا ہو۔ کیونکہ یہہ تمام لوازمات شرط رویت نہین ہین۔ اگر رویت حق سبحانہ تعالی کی دار دنیا مین جائز نہوتی تو موسی علی نبینا و علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کہنا یعنے سوال رویت کا کرنا جہل و اعتقاد باطل ہوتا حالانکہ انبیا علیہم السلام معصوم اور اس الزام سے محفوظ ہین اسی واسطے حق سبحانہ تعالی نے اون کے جواب مین زجر و توبیخ نہین فرمائی بلکہ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ (۹ع۷) فرمایا یعنے رویت کو مشروط باستقرار مکان کیا جس سے مستنبط ہوتا ہی کہ رویت حق بالکل ممتنع نہین ہے۔ بلکہ بعض شروط کے ساتہہ ممکن ہے کیونکہ استقرار جبل کا اپنے مکان پر جو شرط رویت حق ہے بقدرت قادر مطلق ممکن ہے تو رویت حق سبحانہ تعالی کی بہی عقلاً ممکن ہوئی۔

یہان یہہ اعتراض وارد ہوگا جبکہ رویت حق سبحانہ تعالی کی عقلاً ممکن ہے اور حس بصری مین بہی کوئی قصور نہین تو پہر عموماً کیون واقع نہین اور علت عدم رویت کیا ہی؟

جواب یہہ رویت بسبب قدرت و خلق الٰہی کے ہی حاسہ بصر اوسکی علت نہین ہی صرف حق سبحانہ تعالی نے بسبب جریان عادت کے اسکو سبب کیا ہی اور دخل دیا ہے ورنہ وہ قادر ہی کہ بے آنکہہ کے دکہلادے یا با وجود آنکہہ کے نہ نہ دکہلاوے چنانچہ اکثر معجزات نبوی کا یہی منشا ہین۔

جبکہ ہم نے حق سبحانہ تعالے کو قادر مطلق جان لیا ہی تو باعتبار اوسکی قدرت کے

جایز ہے کہ قوت بصیرت کو بصر مین پیدا کر دے کیونکہ چشم بصیرت حق سبحانہ تعالی کا مشاہدہ بالاتفاق اس عالم مین واقع ہے۔ (جسکا بیان حدیث احسان مین گذرا) پس جیسے کہ مشاہدہ حق سبحانہ تعالی بچشم بصیرت بلا جہت ومقابلہ کے جایز ہے اسیطرح جایز ہے کہ بغیر از جسم ومکان ومقابلہ کے جسکو چاہے دکہلا دے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱ع ۲۷) اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے آیہ کریمہ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ (۵ع ۲۷) کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے آپکی بصیرت کو بصر کر دیا تھا یا بصر کو بصیرت بنایا تہا۔ وجہ اس تعبیر کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ آیہ کریمہ مین فواد کا مصداق (دل) بصیرت ہی اور رویت کا اطلاق بصر پر ہوتا ہے چونکہ اطلاق رویت کا عام ہے لہذا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ما رای سے رویت بصر کو ثابت کیا ہے اور بعض نے رویت عالم رویا تعبیر کیا ہی اور بعض نے اس رویت سے بصیرت مراد لی ہے۔ درصورت ثانی عالم خواب مین رویت حق سبحانہ تعالی کی عباد رسلی وغیرہ کو حاصل ہوتی ہے جسکا بیان بحث دویم مین آئیگا درصورت آخر معرفت بصیرت جسکا نام مشاہدہ ہی مرتبہ احسان مین عموماً انبیاء کو اور خصوصاً اولیا کو اس عالم مین حاصل ہے جسکے باعث کوئی فضیلت وخصوصیت وامتیاز ذاتی آپکو حاصل نہین ہوسکتی مگر فریق ثانی وثالث نے آپکی کمال معرفت ومشاہدہ بصیرت کے باعث آپکے غیر سے فرق کر دیا ہے۔

اگرچہ کہ قولہ تعالی ما كذب الفواد ما رای سے نفس رویت تو ثابت ہوتی ہی اور عرفاً رویت کا اطلاق بھی دید بصر پر ہوتا ہی مگر مرئی کا ذکر نہین کہ کس چیز کو آپ نے دیکھا۔ گو وہ مذکور نہین مگر ما کذب الفواد مرئی کی کمال عظمت وجلالت پر دلالت کرتا ہی جسکی تہہ تک تا آنکہ اوسکی رویت حاصل ہو دل نہین کر سکتا۔ نظر بران اکثرون نے اتفاق کیا ہی کہ یہہ مرئی حقتعالی وتقدس ہے اور بعضون نے جبرئیل علیہ السلام مراد لی ہے

یعنی وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲

یعنی دل نے جو دیکھا اسکو جھوٹ نہین جانا ۱۲

اس مین کچھہ شک نہین کہ مقابلہ ثانی کے اول کی رویت کو دل تا سائی تکذیب
کرسکتا ہے۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالی کی رویت بہ نسبت جبرئیل علیہ السلام کی رویت
کے نہایت ہی تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔ وجہہ اسکی یہہ ہے کہ آپکا رتبہ جبرائیل علیہ السلام
کے مرتبہ سے بدرجہا افضل و اعلی تہا۔ پس اعلی کو اپنے ادنی کا دیکھنا کسیطرح تعجب
حیرت وباعث فضیلت نہین ہوسکتا۔ الغرض باوجود ان تمام وجوہ کے بعض صحابہ
کرام و علماے عظام کا اختلاف باعتبار استبعاد قدرت آلہی و بنظر عدم استعداد و حوصلہ
نبوی کے نہین ہے۔ بلکہ محض بلحاظ عدم تصریح و توضیح آیات و احادیث کے ہے اسی لئے
طرفین کو اجتہاد و تاویل کا موقع حاصل ہی۔ چنانچہ حدیث شعبی سے جسکو بخاری و مسلم نے
روایت کی ہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایکدن بروز عرفہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے
کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ سے جو صحابی جلیل القدر تہے اسی مسئلہ کی نسبت سوال
کیا جسکے جواب مین کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ نے انکار شدید کیا جسکے جواب مین
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انا بنو ہاشم یہہ اشارہ ہی اس بات کا کہ ان اسرار
کا علم آبا ہمارے ہے جسکا ورثہ ہمکو ہوتا ہے چنانچہ یہی منشاء اس عبارت سے بہی متبادر
ہوتا ہے کہ تعلموا من قریش ولا تعلموها یہی وجہہ ہے کہ آپ نے مبالغہ بالغہ اپنے
دعوی کو ثابت فرمایا یہانتک کہ کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ نے آخرکار اسکا
اقرار کرلیا اور کہا کہ ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین محمد و موسی فکلم موسی مرتین
ورای محمد مرتین یعنے جیسے کہ حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام سے
ایکوقت وادی ایمن مین اور دوسرے بار کوہ طور پر کلام کیا اور شب معراج [illegible]
اسیطرح خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی ایکبار
بجسم نزدیک سدرۃ المنتہی کے دوبارہ بالاے عرش دولت دیدار سے مشرف و
رہتبانہ حاصل فرمایا۔ پس یہہ تشریف خصوصیت بلحاظ آپکی فضیلت و خاتمیت کے بہی کیونکہ وہ

کلام ہیں حجاب ہوا تہا۔ کما قال اللہ تعالے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من
وراء حجاب (۲۰ع۶) اور اس روایت مین وہ حجاب نہ تہا قاب قوسین او ادنی
الحاصل جبکہ مسروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس و کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہما کی
گفتگو کا ذکر عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کیا تو آپنے فرمایا کہ لقد کلمت لشیئ
قف لہ شعری مسروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اوس کے جواب مین آیہ کریمہ لقد
رای من آیت ربہ الکبری (۲۷ع۷) کو پڑہا یعنے اونکے قول کی تردید مین یہہ دلیل پیش
کی کہ رویت الہی سے بڑہکر اور کوئی آیۃ کبری نہین ہوسکتی جسکے جواب مین عایشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا کہین کہ این تذہب بک انما ہو جبریل من اخبرک ان محمدا رای ربہ
او کتم شیئا مما امر بہ فقد اعظم الفریہ یعنے اونہون نے آیۃ کبری سے جبریل
تعبیر کین اور فرمایا کہ آیا آنحضرت نے چہپایا ہے کچہہ اون چیزون سے جسکے لئے حکم کئے گئے
تھے یعنے آپنے جیسے کہ معراج وغیرہ کی خبر دی ہتی اسیطرح رویت کی بہی خبر دیتے
بعضون نے اس بیان کی تائید مین قولہ تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من
ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (۶ع۱۰) کو استدلال کیا ہے حالانکہ یہہ صحیح نہین
کیونکہ یہہ آیہ کریمہ تبلیغ احکام و شرایع پر دلالت کرتی ہے اور امر رویت متعلق بہ رسالت
نہین ہے لہذا ممکن ہے کہ آپ نے اسکی خبر بعض خواص امت ہی کو دی ہو اور بہت
سے ایسے اسرار و رموز بہی ہونگے جن مین خواص کو اسکا کچہہ حصہ نہ ملا ہو فاوحی
الی عبدہ ما اوحی (۲۷ع۵) میان عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم
خبر نیست۔

دوسری ایک روایت مین جو بخاری و مسلم سے مروی ہے بجواب صدیقہ رضہ کے مسروق
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آیۃ الکبری سے مراد رویت الہی نہین ہے تو پس کیا معنی ہین قولہ تعالی
ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی (۲۷ع۵) کے عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

۵۶ نزدیک ہوئے پہر بہت ہی نزدیک ہوے مقدار دو کمان کے یا اوس سے نزدیک تر ۱۲

فرمایا کہ ان تمام آیات سے جبریل علیہ السلام مراد ہین۔
شاید ان آیات سے منشاء مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہہ ہے باعتبار ہوتا ہی کہ ضمیر دنی اور
فکان کی راجع ہوتی ہے بجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ضمیر فتدلی کی
پھرتی ہے بجانب حق سبحانہ تعالیٰ کے جیسا کہ اسپر دال ہے مفہوم حدیث شریف من تقرب منی
شبرا تقربت منہ ذراعاً الخ کا انشاء اللہ تعالیٰ اس مفہوم کی شرح اربعین مین حدیث
مذکور کی ذیل مین کرینگے پس باعتبار پہلی ضمیر کے ثبوت امکان رویت کا ہوتا ہے اور ضمیر
ثانی کے اعتبار سے رویت کا اعتبار ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ قرب مکانی مانع رویت ہی۔ اگرچہ
ان ہر دو آیات سے قربت الٰہی مفہوم ہوتی ہے مگر آخرکار یہی قربت سبب رویت
ہے چنانچہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن آیات مین لقا کی نسبت
بندون کے طرف ہی وہان رویت مراد ہی۔ وجہہ اسکی یہہ ہے کہ ملاقات سے قربت
مقصود ہی پس جس شخص کی قوت بینائی صحیح ہو وہ دیکھہ بھی سکتا ہی اس مین سر یہہ ہی کہ دراصل
آخرت کی قوت بینائی دنیا کی قوت بصیرت کا نام ہی لہذا رویت آخرت کے لئے عمل
صالح کی ضرورت ہوئی تاکہ آخرت مین صلاحیت رویت کی پیدا ہو فلہذا قال اللہ تعالیٰ
فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً (۳ع ۱۶)
آمحصل ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان تمام آیات کو رویت حق پر استدلال کیا ہی اور یہی مسلک
گئے ہین اکثر صحابہ مثل کعب الاحبار و مسروق و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔ اور عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان آیات سے مراد رویت جبریل علیہ السلام کی لی ہی
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو اعلم صحابی تھے اسی جانب ہین پس یہی اختلاف چلا آیا ہی
تابعین و تبع تابعین و علماے متکلمین و محققین مین اور بعضون نے بسبب موجود
نہونے نص قطعی کے اس معاملہ مین سکوت و توقف کیا ہی۔
[illegible] طرف رجوع کرتا ہون کہ اصل اختلاف کی یہی وجہہ ہے

[illegible]

کہ طرفین کو اپنے اجتہاد پر استدلال کا موقع حاصل ہے چنانچہ مروی ہے عن ابی ذر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هل رایت ربک قال نورٌ انّی
اراہ مسلم باختلاف روایات نورٌ انّی اور نورانی ہر دو مروی ہے۔ پس جو حضرات
کہ اثبات رویت کے طرف گئے ہین وہ اس حدیث میں نورانی بصیغہ نسبت لیتے ہین
یعنے دیکھا مین اوسکو نورانی یعنے منور اور جو حضرات اسکے مخالف ہین انہون نے روایت
اولی کو اختیار کیا ہی اور بطریق استفہام بحذف ہمزہ استفہام لیا ہے یعنے وہ نور ہے کیونکر
دیکھ سکوں گا مین اوسکو یعنے وجہ عدم رویت کی یہ ہے کہ ذات مطلق حجاب نور مین
ہی جو بسبب کمال نور و شدت ظہور کے مخفی ہے۔
المختصر اس بیان آخر کی تائید پر یہ استدلال کیا جاتا ہی کہ اگر بالفرض آپنے رب العزت
کو دیکھا ہوتا تو هل رایت ربک کا جواب نعم دیا جاتا۔
اگرچہ دوسری ایک روایت مین رایت نورا (لمعات شرح مشکوۃ) بھی آیا ہے
مگر یہ محمل بھی محتمل ہے کیونکہ باعتبار اول نور مطلق عین ذات حق ہے کما قال اللہ تعالے
اللہ نور السموات والارض (۱۸ع۱۱) اور باعتبار ثانی نور صفت غیر ذات ہے
اس صورت مین نور کی رویت ذات حق کی رویت نہو گی۔ پس ان ہر دو کلام
مین توفیق و تطبیق و امر تحقیق یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالے کے دو مراتب ہین ظہور و
بطون ذات مطلق باعتبار بطون کے تنزیہ محض ہے جو مجہول النعت و مسلوب
الکیفیت ہی جسکی رویت بالاتفاق محال و باطل ہے اور وہی ذات حق باعتبار تجلیات
و ظہور کے نور ہے اور نور حق عین ذات مطلق ہے اور نور کی رویت علت رویت
کیونکہ اصل علت رویت کی نور ہی ہے اسی واسطے آپنے رایت نورا فرمایا یہاں
ایک سر ہے کہ سائل نے هل رایت ربک پوچھا تھا اور رب بغیر مربوب
پایا نہین جاتا اور شان ربوبیت ظہور کو مقتضی ہے اسی طرف اشارہ ہے

[illegible]

قولہ تعالی مین کہ الم تر الی ربک کیف مد الظل (س ع ۱۹) یعنی یہہ انبساط ظل ہی
ظہور ہی اور نور ہی مایہ ظہور ہے کما قال مولانا جامی قدس سرہ السامی یا جلی الظہور
والاشراق کیست جز تو در انفس و آفاق + لیس فی الکائنات غیرک شی انت
شمس الضحی و غیرک فی + فی چہ باشد بفارسی سایہ + سایہ از نور می برد مایہ + سایہ را
در مواقع تعلیم + ضو ثانی نمرفرہ است حکیم + دو جہان سایہ ست و نور توئی + ہمہ را مایہ
ظہور توئی + الغرض کہ نور حق باعتبار مظاہر کے باطن ہے مگر باعتبار ذات تنزیہہ
مطلق کے ظاہر ہے + پس اسی نور کو جو رب جمیع مظاہر ہی آپ نے دیکھا تھا
اور یہہ رویت بہی آپ ہی کی خصوصیت تہی کیونکہ دوسری آنکہین اوس نور
کو بغیر از مظاہر کے بحالت صرافت و بیرنگی ہرگز نہین دیکہہ سکتی ہین کیونکہ ہماری
آنکہہ کو رنگ کی حاجت ہی لہذا نور مطلق کی رویت مین بجز صورت تشبیہی کے
ہماری آنکہہ کو کچہہ بہی حصہ نہین ہے چنانچہ اسی رویت نور مطلق کے طرف اشارہ
ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مین جسکو ترمذی نے روایت کی ہے کہ قال
ابن عباس رای محمد ربہ قال عکرمہ قلت الیس اللہ یقول لا تدرکہ الابصار
وھو یدرک الابصار قال ویحک ذاک اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ وقد رای
ربہ مرتین (مشکوۃ) یہان ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے تجلی نور کی رویت
کا ذکر کیا اور اوسی نور کو ذات رب سے تعبیر فرمایا جسکے جواب مین عکرمہ رضی اللہ
عنہ نے آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار کی تلاوت کی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ عکرمہ
رضی اللہ عنہ پر منشاء ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا اس رویت سے رویت بصر ہی
ثابت ہوگیا تہا اسی واسطے اونہون نے آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار کو پڑہا
یعنی ابصار کو بمعنی دیدہای کے لیا ورنہ از روی بصیرت کے ادراک تجلی شہودی
کا بعید نہ تہا (اسکی تفصیل بحث سوم مین آئیگی) اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہ

نے اس آیت کو عدم رویت بصر پر استدلال نکیا کیونکہ ادراک کرنا بصر کا کام نہین ہے
یا ابصار معنی عقول کے بھی لیا جاوے تو عقلاً کمال ادراک کنہ ذات حق سبحانہ تعالے
کا ممکن نہین کیونکہ ادراک کی اصل معنی احاطت بجمیع الحدود ہے یعنی اوسکی غایت
ونہایت تک پہونچ جانے کے ہین اور یہ بہ چند وجوہ محال ہے - اولاً باعتبار مطلقیت
ذاتی حق سبحانہ تعالے کے ہی کیونکہ وہ غیر محدود ہی لہذا وہ قید ادراک مین نہین آسکتا
لہذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہی کہ العجز عن درک الادراک
ادراک ثانیاً آنکہ حق سبحانہ تعالے جبکہ تجلی ذاتی فرماتا ہے تو رائی اپنی حالت تشبیہی
پر باقی نہین ہوتا لہذا ادراک بھی فانی ہوجاتا ہے جسکی تشریح حدیث احسان مین ہوچکی
ثالثاً آنکہ ادراک ذات جو کشفاً حاصل ہوتا ہی وہ عقلاً محال ہے کیونکہ عقل کا مرتبہ علم کے تحت
واقع ہی اور یہ کشف و معرفت محض متعلق بعلم لدنی ہے چنانچہ اسی طرف اشارہ ہی قولہ تعالے
مین وعلمناہ من لدنا علما (۲۱ع ۵) اگرچہ یہہ علم و معرفت بحد بشری ممکن ہے
مگر اسکا کمال جس سے مراد کنہ معرفت ذات ہی وہ بالکل محال ہے اسیطرف اشارہ ہی
ما عرفناک حق معرفتک مین گو کہ یہ نفی معرفت کی باعتبار تنزیہ ذات کے ہی
کیونکہ ذات بغیر از کسی صفت کے تعبیر نہین کیجاتی مگر اس نفی معرفت سے ثبوت معرفت
بھی ہوتا ہے باعتبار تشبیہ صفات کے فلہذا جاء فی الحدیث تفکروا فی آلاء اللہ
(ای فی صفاتہ وظہورہ) ولا تفکروا فی ذات اللہ (ای فی کنہ ذاتہ وبطونہ)
غرض اسقدر معرفت بھی متعلق بہ بصیرت ہی نکہ بہ بصر اس صورت مین آیہ کریمہ
لا تدرکہ الابصار کی عقلاً عدم امکان ادراک کنہ ذات پر شاہد ہے
و یا نفی ادراک بصر پر دلالت کرتی ہے نکہ رویت بصر پر کیونکہ ادراک مستلزم
احاطت بجمیع الحدود ہے - اور رویت مین احاطت ونہایت لازم نہین
(اسکا تتمہ بیان بحث سوم مین ملاحظہ کرو)

المختصر شیخ محی الدین نووی رح نے کہا ہے کہ راجح اور مختار نزدیک اکثر علماء کے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اسکے انکار مین کسی حدیث کو تمسک نہین کی ہے اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سننے کا ذکر فرمایا ہے بلکہ یہ صرف انکا استنباط و اجتہاد ہے قولہ تعالی وماکان لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب۔ ایضا لا تدرکہ الابصار پر حالانکہ پہلی آیت سے نفی کلام کی حالت رویت مین ہوتی ہے نکہ اس سے نفی رویت کی سبب کلام کے لازم آتی ہے اور دوسری آیتہ کا مفہوم احاطہ ادراک ہے پس نفی احاطہ کا مستلزم نفی مطلق رویت نہین ہوتا۔ بعض علما نے کہا ہی کہ اعتماد اس مسئلہ رویت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر کرلیا ہے کیونکہ اونہون نے ایسا بڑا امر سوای سننے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف اپنے ظن و اجتہاد پر نہین کہا ہوگا چنانچہ اسباب مین ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما بھی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے تکرار کی تھی اور آخر ان کے قول پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اعتماد کیا اور اوسکو تسلیم کرلیا غرض جمہور سنت والجماعت علما و فضلا و مشایخ صوفیہ کا مختار بھی ثبوت رویت پر ہی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

## بحث دوم عالم رویا کی رویت کے بیان مین

یہہ بحث بھی مختلف فیہ ہی کیونکہ یہہ مسئلہ نقلا منصوص نہین ہی بلکہ بعض کا یہہ خیال ہے کہ عقلا بھی محال ہے اور وجہ محال کی یہہ ہے کہ خواب عالم خیال ہی لہذا سوا صور مثالیہ کے خواب مین دکھلائی نہین دیتا چونکہ حق سبحانہ تعالے صور مثال سے منزہ ہی تو اوسکی رویت بھی محال ہوگی۔ چونکہ یہہ دلیل عقلی خلاف نقل ہے چنانچہ امام حجت الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی بحث رسالہ مضنون مین بالتصریح کی ہی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حق سبحانہ تعالے کو مثال ہے وللہ المثل الاعلی

(۳ا ع ۱۴) چنانچہ دوسرے مقام پر حق سبحانہ تعالے نے خود اپنی مثال اسطرح دی ہے
کہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح
فی زجاجۃ الخ (۱۱ ع ۱۸) یعنے اللہ تعالے آسمانون اور زمین کا نور
ہے اوسکے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ طاق مین چراغ ہوا اور چراغ
شیشہ مین ہو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے کو مثال ہے مگر مثل نہین
لیس کمثلہ شیء (۳ ع ۱۵) کیونکہ مثل مین جمیع صفات کے ساتھ مساوات ومماثلت
حقیقی ضروری ہے مگر مثال مین صرف کسی ایک صفت کی مشابہت کافی ہے
مثلاً عقل وآفتاب مین صرف ایک طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے یعنے جیسے کہ
آفتاب کی روشنی سے کل محسوسات ظاہر ہوتے ہین ویسی ہی کل عقلی چیزین
بھی نور عقل سے ظاہر ہوتے ہین پس اسقدر مناسبت خواب کی مثال کو بھی کافی
ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم دودھ کی صورت مین بتلایا گیا
کیونکہ علم کی حقیقت کو بجز صورت مثالیہ کے نہین بتلاسکتے تھے پس حقیقت اور
اوسکی صورت مثالی مین ایک مناسبت بھی ضروری ہونی چاہئے مثلاً جیسے کہ دودھ
ظاہری حیات کی غذا ہے ویسی ہی علم باطنی حیات کی غذا ہے اور جسطرح کہ دودھ
سبب پرورش جسم ہے اسی طرح علم سبب پرورش روح ہے غرض اسی باریک مناسبت
کی باعث سے ان دونون مین مشابہت ہے اور اس قسم کے مناسبات بھی اللہ تعالی
کے صفات سے ہین لہذا حق سبحانہ تعالی بھی اونہین اوصاف سے پہچانا جاتا ہے
جو ہمارے صفات کے مشابہ ہین کیونکہ انسان اگر ان صفات کو اپنے ذات
مین نہ پہچانتا ہوتا تو اوسکی مثال کو اللہ تعالے کے حق مین بھی کیونکر پہچان سکتا غرض
اس تمہید سے ثابت ہوتا ہے کہ حقتعالی سبحانہ کے حق مین مثال صحیح ہے اور اطلاق
مثل کا باطل ہے کیونکہ وہ بیچون ہے اور مثال شی کو ظاہر کرتی ہے اور مثل شی سے کل

مشابہ وماننند ہوتی ہے۔
یہان یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے حق مین مثال کو جائز بھی رکھا جاسے تو اوسکی مثال کی رویت عین رویت ذات حقتعالی کی نہو گی۔ رفع شبہہ اگر اس رویت سے ذات تنزیہ مراد ہی تو بیشک ہے کہ وہ ہی اوسکی رویت محال ہے بلکہ اس اعتبار سے ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت بھی ممکن نہین۔ کیونکہ اگر آپ کو دیکھنے والے کا یہہ مطلب ہی کہ آپ کی حقیقت متشخصہ کی رویت ہو مدینہ منورہ کے روضہ مین بطور امانت مدفون ہی یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر شریف کو شق کر کے وہان سے خواب مین کوچ کر کے تشریف لاتے ہین تو یہہ بہت بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ ایک ہی شخص ایک ہی حالت مین ہزارون جگہہ مختلف صورتون اور متضاد صفتون کے ساتھہ کیسے دیکھا جاسکتا ہی یا اگر اس کا یہہ خیال ہے کہ جو صورتین کہ عالم خواب مین دکھلائی دیتی ہین وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امثال دراشباہ ہین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شخص متشخص نہین ہین تو یہہ بھی خطا ہی کیونکہ وہ مثال یا تو آپ کی صورت متشخصہ کی ہوگی و یا حقیقت روح پاک کی ہوگی جو صورت وشکل سے منزہ ہے پھر اگر وہ کہے کہ وہ آپ کی صورت متشخصہ کی مثال تھی جو جسم عنصری سے مرکب ہے تو اوسکی مثال دینے کی کیا حاجت تھی کیونکہ وہ صورت بذاتہ خیال کیجاتی ہے اور وہ متمثل اور دوسرے صورتون سے ممتاز اور محسوس ہی پھر جب سے کہ اسکی صورت متشخصہ کو بغیر روح کے دیکھا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرکت دینے سے حرکت کرتا تھا تو پھر وہ آپ کی صورت متشخصہ کی مثال کو دیکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنے والا کیونکر کہا جائیگا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوای جسم عنصری کے ایک جوہر نورانی تھی پس اس سے ثابت

ہوگا کہ وہ مثال آپ کی روح پاک کے ہے جو محل نبوت و مہبط جبریل علیہ السلام
تھی پس جس نے کہ آپکی شکل کو خواب مین دیکھا ہے تو وہ شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی روح مبارک نہین ہے اور نہ آپکی جوہر روحانی ہے اور نہ آپکی ذات مشخص
ہے بلکہ دراصل وہ آپکی مثال ہے پھر یہان یہہ شبہہ وارد ہوگا کہ اس صورت مین
اس حدیث کی کیا معنی ہے جسکو ابی ہریرہ نے روایت کی ہے کہ من رانی فقد رانی
فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی (متفق علیہ)

رفع شبہہ جس نے کہ آپکی مثال کو دیکھا تو وہ مثال درمیان اوس شخص کے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہچاننے مین واسطہ ہوگئی یعنے جوہر
نبوت روح مقدس ہے جو بعد وفات کے باقی ہے اگرچہ وہ رنگ و شکل و صورت
سے پاک ہے لاکن اوس کو بذریعہ مثال کے اوسکی پہچانت ہوتی ہے لہذا اوس
روح مقدس کی مثال شکل و صورت و رنگت والی ہے اس صورت مین مثال کا
دیکھنا خود اوس جوہر نبوت کا دیکھنا ہے جو حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہے۔

پس اس تمثیل سے ہوگا کہ اگرچہ حق سبحانہ تعالی کی ذات مقدس شکل و صورت و رنگ
وغیرہ سے منزہ ہے مگر بندون کو اوسکا عرفان خواب مین مثالون ہی کے
صورت مین محسوس ہوتا ہے اور یہہ صورت مثالی نور وغیرہ کی کوئی عمدہ و درست
ہوتی ہے جس مین معنوی جمال حقیقی کی مثال و شباہت ہونے کی صلاحیت
ہے کیونکہ جمال معنوی کی کوئی صورت نہین ہے اور نہ وہ کسی رنگ سے
متصف ہے لہذا جمال حقیقی معنوی کی مثال دینا محال ہے الغرض وہ مثالی صورت
جو وسیلہ معرفت ہوتی ہے صحیح و یقینی مثال ہے لہذا خواب دیکھنے والا کہتا ہے
کہ مین نے اللہ تعالی کو دیکھا ہے اس سے اوسکا مطلب یہہ نہین ہوتا کہ

ذات مطلق کو خواب مین دیکھا- ذات تنزیہہ کی رویت بالتشبیہہ کے محال ہے
البتہ اوسکی مثال کا دیکھنا ممکن ہے- کیونکہ مطلق مستلزم تمکن ظہور صور مختلفہ ہے
اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے حق سبحانہ تعالی کو بصورت امرد
دیکھا جیسے کہ اس حدیث طبرانی سے ظاہر ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انی رایت ربی فی صورۃ شاب امرد قططلہ وفرۃ من
(یعنی دیکھا مین نے اپنے خدا کو سادہ رو جوان کی صورت مین اور اوسکے گھنگرو دار بال تھے)
شعر الخ اور ایک حدیث مین وارد ہے کہ رایت ربی فی احسن صورۃ الی
الغرض صورت کا اطلاق ذات اقدس پر صادق آتا ہے جیسے کہ اس حدیث
صحیح مین وارد ہے کہ انّ اللہ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (متفق علیہ) اگرچہ یہان
صورت سے ذات مطلق مراد نہین ہی مگر جبکہ وہ کسی مثال مین جلوہ گر ہو
تو البتہ صورت با ی جا سکتی ہے جس سے حقیقت تنزیہی ومطلقیت ذاتی
مین کوئی نقصان لازم نہین آتا چنانچہ جبریل علیہ السلام دحیۃ الکلبی کی صورت
مین آپ پر ظاہر ہوے اور اکثر مختلف صورتون مین بھی اونکو آپ
نے دیکھا ہے پس جبریل علیہ السلام کی ذات دحیۃ الکلبی کی صورت پر
جلوہ فرمانیکا یہہ مطلب نہین ہوسکتا کہ جبریل علیہ سلام کی ذات دحیۃ
الکلبی کی صورت مین منقلب ہوگئی- دیا اونکے حقیقت دوسری کسی صورت
مین بدل گئی یہہ تو محال ہے بلکہ وہ صورت جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر ظاہر ہوی وہ ذات جبریل علیہ السلام کی مثال تھی گو کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو مرد کی صورت مین دیکھا مگر اوس
صورت کی حقیقت کو پہچان لیا اسی واسطے فرما دیا کہ ھذا جبریل یعنے
یہہ جبریل ہین اور باعتبار اونکی صورت مثالیہ کے حاضرین سے آپنے فرمایا
کہ اوس آدمی کو میرے پاس پلٹا لاؤ- یہان آپ نے صورت کی نسبت سے

جسم مثالی مین وہ ظاہر ہوے تھے اونکا نام آدمی رکھا۔ غرض آپ ان دونون باتون مین صادق تھے۔ پہلی نظر مین بصیرت کی تصدیق کی اور دوسری نظر مین بصارت کی۔

اس تمثیل سے ثابت ہوگا جبکہ جبریل علیہ السلام باوجود تحویل صورت کے اونکی ذات وحقیقت مین کوئی انقلاب لازم نہین آیا۔ بلکہ جبریل علیہ السلام باوصف ظہور صور مختلفہ مثالیہ کے اپنی حالت اصلی وصفت حقیقی پر بعینہ قایم رہے تو پھر یہہ امر حق سبحانہ تعالی کی شان مین کیونکر محال ہوسکتا ہے اسکی بحث طول ہے (احادیث اربعین کے ضمن مین اسکا ذکر مفصلاً ہوگا)

خلاصہ یہہ کہ ذات مطلق حق سبحانہ تعالی کو خواب مین نہین دیکھہ سکتے ہین البتہ ذات کی مثال کو دیکھہ سکتے ہین اور یہہ امر عقلاً بھی محال نہین ہے کیونکہ یہہ رویت فی الحقیقت قلبی ہے اسی لئے چشم بصیرت عالم رویہ مین بصارت کا کام دیتی ہے کیونکہ خواب عالم خیال ہے اور خیال مین نہایت ہی وسعت ہے اس لئے وہ حقایق کو مثالون کی صورت مین دیکھتی ہے اور یہہ بصر و نظر خیالی خواب مین بصارت وبصیرت کا حکم پیدا کرتی ہے۔

بیان بالا سے متحقق ہوگا کہ خواب مین رویت حق سبحانہ کی واقع ہے اسکی تصدیق روایات سلف سے بھی پہونچی ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حق سبحانہ تعالی کو ایک سو بار خواب مین دیکھا ہے اور امام احمد حنبل رضی اللہ تعالی عنہ نے حق سبحانہ تعالی کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ کونسی عبادت فاضل تر ہے ارشاد ہوا کہ تلاوت قران پھر پوچھا کہ بفہم معنی یا بغیر اوسکے حکم ہوا کہ بفہم معنی ہو یا بغیر اوسکے اور ابن سیرین نے جو اکابر تابعین اور قدوۂ علما سے تعبیر خواب ہین فرمایا ہے جو شخص

کہ حق سبحانہ تعالی کو خواب مین دیکھیگا وہ بہشت مین داخل ہوگا۔ اور تمامی اندوہ وغم سے نجات پائیگا اسیطرح نقل کیا ہے شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکات وغیرہ مین اور نیز شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز نے بھی خواب مین رویت حق سبحانہ تعالی کا ثبوت دیا ہے غرض علماے متکلمین و محققین کا اسی پر اتفاق ہے

## بحث سیوم رویت عالم آخرت کے بیان مین

رویت آخرت کی آیات واحادیث منصوصہ سے ثابت ہے لہذا بلا اختلاف یہہ مسئلہ مسلمہ اہل سنت وجماعت ہے چنانچہ مروی ہے جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکم سترون ربکم عیانا وفی روایۃ قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنظر الی القمر لیلۃ البدر فقال انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رؤیتہ فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا فافعلوا ثم قرء وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا (متفق علیہ)

یہہ حدیث شریف رویت قیامت پر نص ہے اور یہہ رویت بالبصر ہوگی کیونکہ رویت بدر کی تشبیہ اوسی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ عرفاً رویت کا اطلاق دید بصر پر ہوتا ہے جیسا کہ رویت قمر بھی متعلق بہ بصر ہے۔ حق سبحانہ تعالی کی رویت کو ماہ بدر کی رویت کے ساتھ تشبیہ دینے سے مقابلہ وجہت مقصود نہیں ہے۔ مگر کہ حرف ھذا (اشارہ) کا مقتضی جہت ومقابلہ کا ہے مگر یہ تشبیہ بطور استعارہ کے ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ مین صرف ایک وجہ شبہ کافی ہے من جمیع الوجوہ تطابق وتماثل شرط نہین چنانچہ اسکے بعد کا جملہ لا تضامون فی رؤیتہ کا صداقت نسبت مقابلہ کے اشتراک کی نفی کرتا ہے کیونکہ رویت ماہ بدر

ہیں بسبب جہت و مقابلہ کے و یا بخطر اختلاف قوت نظری و یا بعد مسافت مکانی
و یا بلحاظ ہجوم و ازدحام خلق کے ضرر و نقصان لازم آتا ہے جبکہ ذات حق کے
نسبت ان تمام ضرر و نقصانات کی نفی فرماتے ہے اور ان جملہ نقصانات کی بھی
جو خواص و لوازم جہت و مقابلہ ہاے نفی ہو گئی چنانچہ آپ نے ... دوسری
حدیث میں اسطرح فرمایا ہے کہ عن ابی رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ اکلنا
یری ربہ مخلیا بہ یوم القیامۃ قال بلی قلت وما آیۃ ذلک فی خلقہ قال یا ابا رزین الیس
کلکم یری القمر لیلۃ البدر مخلیا بہ قال بلی قال فانما ھو خلق من خلق اللہ واللہ اجل و اعظم

رواہ ابو داود

پس اس حدیث سے اسی مقتضا تشبیہ بھی پائی جاتی ہے جیسے کہ ماہ و بدر بلحاظ
کمال ظہور و وضوح کے سبب یکبارگی ظاہر ہو سکتا ہے۔ و یا بلحاظ انکشاف تام
کے ہر شخص بلا مزاحمت کسی امر کے دیکھ سکتا ہے لہذا اسنے بیان اوسکی
تیہ لگائی کیونکہ ہلال کو بلحاظ عدم انکشاف و ظہور تام کے بعض بہ تکلف تمام
دیکھتے ہیں اور بعض نہیں دیکھ سکتے بخلاف اوس کے رویت بدر بلحاظ
باعتبار کمال انکشاف و ظہور و وضوح کے کسی کو شک و شبہہ نہیں ہو سکتا
اسی طرح حق سبحانہ تعالی کی رویت بھی ہر ایک پر یکبارگی ہوگی اور ہر شخص
بلا مزاحمت دیکھیگا جسکے سبب سے کسی شخص کو شک و شبہہ نہ رہیگا چنانچہ پہلے
حدیث میں لفظ عیانا کا اور دوسری حدیث میں لفظ مخلیا کا اسی پر دلالت
کرتا ہے۔ غرض اس تشبیہ سے مراد محض نفس رویت کی تشبیہ نفس
رویت کے ساتھ ہے باعتبار انکشاف تمام کے والا من جمیع الوجوہ یہ
تمثیل صحیح نہوگی و للہ المثل الاعلی ۔ پس یہ تمثیل ذات حق سبحانہ کی ذات
قمر کے ساتھ فی نفسہ صحیح نہوئی اسی رفع شبہہ کے لئے پھر آپ نے فرمادیا کہ

فانما هو خلق من خلق الله الله اجل و اعظم۔ پس اس سے رد ہو گیا قول اُون
لوگون کا جو صرف اس تشبیہ روایت بدر سے ثبوت رویت حق سبحانہ تعالے
کا۔ فوق کرتے ہین یعنی اس سے ان لوگون نے ثابت کیا ہے استوی علی جہت
فوق ہے اور اس رویت جہت فوق پر انکی دلیل یہہ حدیث ہے جسکو
جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
بینا اهل الجنة فی نعیم اذ سطع لهم نور فرفعوا رؤسهم فاذا الرب تعالی قد
اشرف علیهم من فوقهم فقال السلام علیکم یا اهل الجنة قال وذلک قوله تعالے
سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِیمٍ الخ (ابن ماجہ) اسمین کچھ شک نہین کہ باعتبار علوی
مرتبت و کمال وسعت کے حق سبحانہ تعالے کی فوقیت ہر طرح مسلم الثبوت
ہے اور اس فوقیت سے اوس ذات مطلق کا حصر بجہت فوق لازم نہین آتا
(جسکی تشریح بضمن بعض احادیث اربعین استوی علی العرش کے بیان مین ہوگی
انشاء اللہ تعالے) بہر حال یہہ تشبیہ فوقیت کی باعتبار ثبوت جہت فوق کے
نہین ہے بلکہ باعتبار ظاہری مرتبت و کمال سلطنت و ظہور تام کے ہے کیونکہ
یہہ استوی ہر جہت پر مستوی ہے لہذا کمال استوی مین جہت تحت و فوق
کی نفی ہو جاتی ہے۔ و نیز اس تشبیہ مین رویت بصورت تشبیہی کے طرف بھی
اشارہ ہے کیونکہ قیامت مین رویت بصور مختلف بھی ہوگی جسکا ذکر انجام
خاتمہ پر اور تفصیلا اربعین مین حدیث تحول صورت کے ذیل مین آویگا
انشاء اللہ تعالی۔ اسصورت مین بھی تشبیہ فوقیت سے ثبوت حصر جہت و فوق
کا نہین ہوتا اور ظہور تجلی نوری بجہت فوق سے ذات مطلق کے لئے جہت
فوق بھی لازم نہین آتا جیسے کہ موسی علی نبینا و علیہ السلام پر حق سبحانہ تعالی وادی
ایمن مین بصورت نار کے تجلی فرمانے سے ذات مطلق کو درخت مین مقید ہونا

[illegible]

ثابت نہین ہوتا کیونکہ تعین وتخصیص جہت منافی اطلاقیت ذات اقدس ہے
انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان ہم مجملا اربعین مین کرینگے اور بوقت فرصت مفصلا
علاحدہ بھی ہم لکھینگے انشاء اللہ تعالے —

چونکہ مذکورہ بالا احادیث رویت مین مخاطب مومنین ہی ہین لہذا اس سے مستنبط ہوتا ہے
کہ یہہ رویت خاص مومنین ہی کو ہوگی اگرچہ کہ یہہ خصوصیت مومنین سے
نسبت بعد دخول جنت کے ہے ورنہ عرصات قیامت مین رویت کافر و مومن
ومنافق کو عموماً واقع ہوگی مگر اوس تجلی کا اثر ہر ایک پر باعتبار قابلیات جداگانہ
کے مختلف ہوگا یعنے کفار پر بصفت قہر وجلال کے تجلی ہوگی اور مومنین پر بصفت
مہر وجمال کے چنانچہ قولہ تعالیٰ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ
إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ دلالت کرتا ہے کہ موقف حشر مین حق سبحانہ تعالیٰ
تجلی فرماویگا اور تمام لوگ (۲۹۲۴) سجدہ کرنیکے طرف بلائے جاوینگے تو کافر و منافق
سجدہ نکر سکینگے اور شرمندہ و سرنگون وخوار وذلیل ہوینگے — ابو موسیٰ
اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ موقف حشر مین بنور عظیم تجلی فرماویگا اور خلق سجدہ
کرینگی اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے ساق عرش سے تجلی نورانی فرماویگا تو مومنین
اور مومنات سجدہ کرینگے — اور جو لوگ کہ دنیا مین ریا سے سجدہ کئے ہونگے
اونکی پشت مسطح ہی رہ جاویگی اور وہ سجدہ نکر سکینگے اور ایک خبر مین وارد ہے
کہ کافر و منافق کی پیٹھہ مثل بیل کے سینگ کے یک مہرہ ہو جاویگی امام سیوطی رحمہ اللہ
نے فرمایا ہے کہ کفار بعد ازان محجوب ہو جاوینگے اور حسرت و عذاب زیادہ

پاوینگے - چنانچہ اسی پر دلالت کرتی ہے حدیث امام مالک کی جو تفسیر اس آیۂ کریمہ مین واقع ہے کہ کلا انہم عن ربہم یومئذٍ لمحجوبون ( ٨ ع ٣٠ )
(اسکی تفصیل آئندہ بر موقع ہوگی)

بعضون نے عورتون کی رویت کے نسبت اختلاف کیا ہے حالانکہ یہہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ حضرت فاطمۃ الزہرہ و خدیجۃ الکبری و عایشہ صدیقہ و دیگر زنان اہل بیت و بی بی مریم و بی بی آسیہ رضی اللہ عنہم وغیرہ جو اکثر مردون سے کامل و عارف ہین وہ کیونکر اس نعمت رویت سے محروم و محجوب رہ سکتے ہین - شیخ جلال الدین سیوطی رح نے فرمایا ہے کہ توقیت رویت مومنات کے نسبت احادیث بھی وارد ہین مثلاً عید و جمعہ وغیرہ جو دنیا مین ایام بازار ہین رویت حق سبحانہ تعالی کی بہ تجلی تام جمیع مومنات کو بھی ہوگی مگر کمل عرفا سیدات نساء کو جو عموم مومنین سے بہتر اور برتر ہین اس توقیت رویت سے بھی مستثنی کردینا اولی تر ہے فقط قطع نظر اسکے قران و احادیث مین اکثر بلحاظ کثرت و غلبہ کے مردون ہی سے مخاطبہ کیا گیا ہے جس مین عورتین بھی شامل رہتی ہین اسیواسطے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حدیث رویت مین صیغہ جمع مذکر کے ذکر کرنے مین یہہ سر ہے جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معراج سے تشریف لائے تو عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ بہشت مین مرد زیادہ ہین اور دوزخ مین عورات زیادہ ہین یعنی اسی کثرت کے اعتبار سے رویت کے نسبت صیغہ جمع مذکر کا لایا گیا ہے ورنہ عورتین بھی اس حکم رویت مین داخل ہین -

ملائکہ کو بھی رویت ہوگی امام سیوطی رح نے اسکی تحقیق خوب لکھی ہے امام ابو الحسن اشعری رح نے بھی اسکی تصریح کی ہے اور امام بیہقی رح نے بھی اسکے

ثبوت مین احادیث کو نقل کیا ہے —

جنات کی رویت کے نسبت اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رح اور بعض دیگر ائمہ گئے ہیں کہ جنات بہشت مین داخل نہونگے نہایت جزا اونکی نجات سزا ہی درجہ ہے باوجود اس کے فضل حق واسع ہے کہ کسی وقت اس دولت رویت سے بھی اونکو مشرف فرما دے فقط شیخ عبد الحق دہلوی رح نے فرمایا ہی کہ اکثرون کے نزدیک قول صحیح یہہ ہے کہ جنات کو کبھی رویت ہوگی فقط راقم اثم کہتا ہے جبکہ حق سبحانہ تعالی نے تکلیف عبادت مین جن و انس کو شامل کردیا بلکہ جن و انس کے تخلیق کی غایت عبادت ہی ٹھہرائی ہے کقولہ تعالے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (۲۷ع۳) پس عبادت کی جزا ضروری ہے۔ جزا کے دو قسم ہین صوری یعنے نعمت بہشت اور معنوی یعنے نعمت رویت لہذا عبادت کے بھی دو قسم ہوے ایک ظاہری جو متعلق باعمال ہے دوسرے باطنی جو متعلق باحوال ہے۔ پہلے عبادت صوری ہے جس مین جسم بھی شریک ہے اور دوسری عبادت معنوی ہے جو محض روحی ہے اور یہہ عبادت روحی حصول معرفت الہی ہے جو غایت عبادت جسمی ہے اسی لئے محققین نے لیعبدون کی تفسیر لیعرفون سے فرمائی ہے چونکہ تخم رویت آخرت کا معرفت ہی ہے (جسکا ثبوت آیندہ دیکھئے) لہذا حسب مراتب معرفت کے رویت کا واقع ہونا بھی ضروری ہے گو کہ انسان کو بلحاظ جامعیت کے اس مین کمال حاصل ہو مگر جناب جنی بکلی اس سے محروم نرہینگے واللہ اعلم بحقیقة الحال والمآل۔

جن و انس کو مین نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ۱۲

پھر اب مین اپنی حدیث مین اصل مقصود کے طرف رجوع کرتا ہون کہ آپ نے بعد بیان اس تمثیل حسی و دلیل عقلی کے واسطے مواظبت نماز قبل از طلوع شمس یعنے فجر و نماز قبل از غروب شمس یعنے عصر کے لئے وصیت فرمائی۔ ہر چند کہ قسم

فرضیت مین نماز ہاے پنجگانہ کا حکم واحد ہے باوجود اس کے نماز صبح و عصر
کی تاکید بلحاظ افضلیت و خصوصیت کے ہے کیونکہ اول وقت استراحت
و غلبہ خواب و غفلت کا ہے اور دوسرا وقت اشتغال کاروبار و ضیق وقت کا ہے
اسمین یہ سر ہے کہ میقات رویت بہشت بھی انہین اوقات مین ہوگی جیسے
کہ حدیث شریف مین وارد ہے واکرمهم على الله من ينظر الى وجهه غدوة
وعشية (ترمذی) لہذا آپ نے اسکی وصیت فرمائی تاکہ ان اوقات مین
شہود ذات کی عادت و مواظبت سے فرداے قیامت استعداد دیکھنے رویت
بہم پہونچے اور بطور تاکید و تائید کے آپ نے آیہ کریمہ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ
طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (۷ع ۱۶) کو بھی تلاوت فرمائے۔ اس حدیث
کو اکیس صحابہ نے روایت کی ہے جو ثبوت رویت قیامت مین بحد تواتر
کو پہونچ گئی ہے علاوہ اس کے اور دوسرے اکثر احادیث سے بھی اسکا ثبوت
بکثرت ملتا ہے جنکے منجملہ بعض کا ذکر اوپر گذرا اور بعض کا ذکر آئندہ ہوگا نظر برین
اہل سنت جماعت کا اسپر اتفاق ہے کہ مومنون کو بچشم سر بہشت مین حق سبحانہ
تعالی کی رویت ہوگی مگر دوسرے اکثر مذاہب کو اسمین اختلاف ہے علی الخصوص
معتزلی سخت منکر ہین اور انکے نزدیک حق سبحانہ تعالی کی رویت بچشم سر کلی
ممتنع ہے خواہ وہ دنیا مین ہو یا آخرت مین شیعہ بھی انہین کے متبع ہین
حالانکہ رویت قیامت پر علاوہ احادیث مذکورہ کے آیہ کریمہ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ
نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ نص قطعی ہے باوجود ان تمام احادیث و آیتہ
مفصلہ کے معتزلی جنکی عقل مشوب بوہم ہے۔ لفظ نظر سے رویت مراد
نہین لیتے اور اسکی معنی مین تاویل کرتے ہین حالانکہ یہہ تاویل محض باطل
ہے کیونکہ نظر کا صلہ جبکہ الی آتا ہے تو معنی رویت کی ہوتی ہے۔

معتزلی کہتے ہین کہ نظر بحرف الی مقرون ہونے سے رویت ثابت نہین ہوتی
بلکہ اس صورت مین نظر مقدمہ رویت کا ہوتا ہے کیونکہ یہان نظر سے مراد
باشتیاق رویت بطرف مرئی کے حدقہ چشم کا پلٹانا ہے اس صورت مین
رویت کے لئے نظر مقدم ہوئی لہذا بغیر از نظر کے رویت نہین ہوسکتی
ویا باوجود ثبوت نظر کے بھی رویت حاصل نہین ہوتی پس ان ہر دو صورتا
مین نظر و رویت کا فرق بدیہی ہے نظر بر ان نظر کا اطلاق رویت پر صادق
نہین آتا بچند وجوہ اول بدلیل آیہ کریمہ وتراھم ینظرون الیک وھم
لا یبصرون (۱۴ع ۹) یہان باوجود ثبوت نظر کے رویت پائی نہین گئی
ثانیا بنظر محاورہ عرب کے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ نظر الیہ نظرا شزرا یعنے نظر
کیا طرف اوس کے نظر کرنا بے التفاتی کا - یہان نظر ایسی صفت سے متصف ہوئی
کہ جس سے رویت ثابت نہین ہوتی اسیواسطے کہا جاتا ہے کہ انظر الیہ
حتی تراہ پس اس قول سے بھی نظر کی غایت رویت ہوتی ہے نہ کہ مجرد نظر
سے رویت ثابت ہوتی ہے پس ان ہر دو مین تباین ہے -

جواب نظر سے عبارت تقلیب حدقہ چشم نہین ہے - کیونکہ حق سبحانہ تعالی
فرماتا ہے کہ لا ینظر الیھم حدیث صحیح مین وارد ہے کہ فننظر الیھم و
ینظرون الیہ - حالانکہ حق سبحانہ تعالی بالاتفاق جمیع لوازمات جسمی سے
منزہ ہی اگر یہان نظر رحمت سے مراد لیجاوے تو بھی نظر سے مراد تقلیب حدقہ
چشم کا ثبوت نہین ہوسکتا اور از روی محاورہ عرب کے بھی یہہ تعریف
نظر پر صادق نہین آتی بلکہ نظر عبارت ہے رویت سے کیونکہ نظر مرتب ہی
دکھلانے پر لہذا نظر مشاخر ہوئی ارادت سے کیونکہ جب نظر مین ارادت نہو
یعنے دکھلانا نہ پایا جاوے تو دراصل وہ نظر نہین تو رویت بھی نہو گی لہذا اتحاد

اس نظر کو بصفت معنٰی موصوف فرمایا۔

پس نظر معنٰی وہ نظر ہے جسمیں ارائت ہی پائی نہ جاویگی پس ثابت ہوا کہ اصل ارائت جو منشاء رویت ہی مقدم نظر ہے تو نظر عین رویت ہوی اسی نظر سے موسی علی نبینا و علیہ السلام نے انظر الیک فرمایا اگر یہاں نظر سے تقلیب حدقہ چشم مراد ہو تو یہہ سوال تحصیل حاصل ہے کیونکہ حدقہ چشم کا پہنانا امر حاصل تہا پس امر حاصل کا سوال لاحاصل ہے یا اگر نظر سے مراد رویت نہو تو خود یہہ سوال بیجا ہوتا اور یہہ نظر عین رویت نہو تی تو انظر کا جواب لن ترانی نہ ملتا اور یہہ جواب بجای خود صحیح نہوتا۔ اگر بنظر غامض دیکہا جاوے تو ثابت ہوگا کہ آیۂ مذکورہ بالا مین نظر بمعنی رویت کے ہے کیونکہ ازروے معنی لغوی کے اگرچہ نظر کا اطلاق مختلف معنوں سے تین محل پہ ہوتا ہے مگر بنظر پابندی قواعد محاورۂ عرب کے ہر ایک محل پر ایک خاص معنی لیجاتی ہے مثلاً نظر کا صلہ جبکہ فی آتا ہے تو بمعنی فکر و اعتبار کے ہوتی ہے کقولہٖ تعالیٰ ثم ینظروا فی ملکوت السموٰت والارض ع و یا جبکہ نظر کا صلہ کچھ نہ آوے تو بمعنی انتظار کے ہوتے ہین کقولہٖ تعالیٰ انظرونا نقتبس من نورکم (۲۷ ع ۱۸) و یا جبکہ نظر کا صلہ الیٰ آتا ہے تو بمعنی رویت کے ہوتے ہین کقولہٖ تعالیٰ انظروا الیٰ ثمرہ اذا اثمر (۸ ع ۷) پس بنظر ان ہر سہ معانی لغوی کے اور نیز باعتبار قواعد محاورۂ عرب کے آیہ کریمہ الیٰ ربہا ناظرۃ مین سوای معنی رویت کے پہلی و دوسری معنی اعتبار و انتظار کی ہرگز صحیح نہین ہو سکتی کیونکہ آخرت سرای اعتبار نہین ہے اور بمعنی انتظار کی بہی صادق نہین آتی کیونکہ انتظار مین رنج و کلفت سے سابقہ ہوتا ہے لہذا کہا جاتا ہے کہ الانتظار اشد من الموت اور جنت تو دار عیش و عشرت ہی جسکے شان مین فی عیشۃ الراضیہ (۲۶ ع ۳۰)

وارد ہے قطع نظر اس کے آیہ مذکورہ مین پہلا جملہ وجوہ یومئذ ناضرۃ
کا معنی انتظار کی جو متضمن افسردگی ہے۔ نفی کرتا ہے جس سے قطعاً ثابت
ہوتا ہے کہ سیوای رویت کے یہان اور کوئی معنی صحیح اور درست نہین ہو سکتی
چنانچہ اسی پر دلالت کرتی ہے بلکہ آیہ مذکورہ کی تفسیر ہوتی ہے اس
حدیث صحیح سے جسکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے واکرمھم
علی اللہ من ینظر الی وجھہ غداوۃ وعشیۃ ثم قرأ وجوہ
یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ (رواہ احمد ترمذی) یعنے بزرگ ترین
اہل جنت کا نزدیک اللہ تعالی کے وہ شخص ہوگا۔ جو صبح و شام حق سبحانہ تعالے
کو دیکھتا ہوگا۔ پھر پڑا آپ نے آیہ کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا
ناظرۃ (۲۹ ع ۱۷) کو یعنے بہت سے مونہہ روز قیامت مین تر و تازہ
ہونگے جو اپنے رب کو دیکھتے ہین کیونکہ رویت نہایت نعمت الہی ہے
جسکی کرامت سے مومنین حلاوت تازہ و لذت بے اندازہ حاصل کرینگے
اور اسی حلاوت اور لذت و بشاشت کا اثر چہرون پر نمایان ہوگا جسکے
سبب سے وے تازہ رہینگے۔

ان تمام دلایل عقلی اور نقلی سے ثابت و متحقق ہوگیا کہ آیہ کریمہ مذکورہ رویت
بصر پر قطعی ہے جسمین تاویل کو گنجایش ہی نہین جبکہ تبدیل معنی لفظی کے
نسبت کوی تاویل کا موقع ناتہ نہین آتا تو معتزلی اوس سے قطع نظر
کرکے تقدیری تاویل کے طرف دوڑ جاتے ہین اور ثواب کو تقدیراً
فرض کرتے ہین یعنے۔ الی ثواب ربہا ناظرۃ۔ حالانکہ یہہ فرض تقدیری
بھی بچند وجوہ باطل ہے۔ اولاً انکہ مقابلہ ظاہر معنی منصوصہ کے تاویل
بعیدہ ہرگز جایز نہین۔ ثانیاً اگر ناظرہ بمعنی انتظار کے لیجاوے تو یہہ معنی

اس محل میں مربوط نہین جسکا ذکر اوپر ہو چکا۔ ثالثاً اگر ناظرہ سے رویت مراد لے
تو ثواب جو ایک امر اضافی ہے اور فی نفسہ اوسکو وجود نہین لہذا ثواب قابل رویت
نہین اسی واسطے امام مالک رضی اللہ تعالے عنہ نے اس تاویل باطل کی تردید
بدلیل عقلی و نقلی بالی ہے۔ چنانچہ امام بغوی نے روایت کی ہے کہ پوچھے گئے امام
مالک ابن انس رضی اللہ عنہما تفسیر آیہ کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا
ناظرۃ سے پس فرمایا آپ نے کہ جھٹلایا اوسکو ایک قوم نے اور کہتے ہین کہ
آیۂ کریمہ مین مراد دیکھنا ثواب کا ہے۔ پس جھوٹے ہین وہ کیونکہ اگر اس
آیۃ سے مراد رویت حق سبحانہ تعالی کی نہوتی تو کفار کے حق مین کلا انہم
عن ربہم یومئذ لمحجوبون (ع ۸۔ ۳۰) کیون وارد ہوتا یعنی اگر مومنون کو
روز قیامت مین حق سبحانہ تعالی کی رویت نصیب نہوتی تو کفار کو سبب
اس حجاب رویت کے عار و عبرت نہ دلاتا کیونکہ یہہ حجاب کفار کے حق مین
سبب عذاب ہوگا پس یہہ عذاب حسرت اوسی صورت مین متصور ہے جبکہ
وہ اس نعمت و کرامت رویت سے محروم رہین پس یہہ سرزنش کفار کی مقابلہ
رویت مومنون کے صحیح ہوگی۔ کیونکہ مومن نعمت رویت الہی سے مشرف و
محظوظ ہونگے اور کفار محجوب و مخذول بنینگے۔

جبکہ معتزلیون کے دو جملہ دلایل نقلی و تاویلات عقلی جنکو اونہون نے عدم رویت
حق سبحانہ تعالی پر تمسک کیا ہے بدلایل نقلی و عقلی نامعتبر و مردود ہوگئے تو
اب اپنے دعوی عقلی پر دلیل نقلی آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار کو پیش کرتے ہین اور اسی آیۃ کو ثبوت مدعا پر سب سے بڑی دلیل
سمجھتے ہین حالانکہ یہہ آیت عدم ثبوت رویت پر ہرگز صادق نہین آتی کیونکہ
ادراک کی معنی کسی چیز کے نہایت کو دریافت کرلینے کے ہین جیسے کہ [illegible]

عرب میں ادرکه کی معنی پا لیا میں نے اوسکو یعنے اوس امر کی نہایت کو سمجھ گیا یا وہ امر میرے احاطہ ذہن میں آگیا۔ یا کسی چیز کی غایت تک پہونچ جانیکے ہین مثلاً ادرك الصبی سے مراد یہہ ہے کہ لڑکا غایت کو بڑی کو پہونچ گیا یعنے بالغ ہوا۔

ابصار کا اطلاق بھی دو معنوں پر ہوتا ہے ایک معنی عقول و بصیرت کے کقولہ تعالیٰ فاعتبروا یا اولی الابصار ؏ یہان اولی الابصار کی معنی صاحبان عقل و دانش کے ہین دوسرے معنی ابصار کا جمع بصر یعنے آنکھون کے ہے نظر بران آیہ کریمہ مین ادراک و ابصار کے دو اعتبار ہوئے۔

باعتبار معنی اول عقلاً کمال ادراک ذات مقدس حق سبحانہ تعالیٰ و تقدس محال ہے کیونکہ اوسکو ازل و ابد نہین لہذا وہ غیر محدود ہے پس غیر محدود حد ادراک مین نہین آسکتا۔ لہذا اوسپر عقل کا احاطہ بکلی متعذر ہے اسی واسطے عقل نہ اس ذات منزہ کے غایت کو پا سکتی ہے اور نہ اوسکی نہایت تک جا سکتی ہے

؎ اعتصام الوری بمعرفتک ٭ عجز الواصفون عن صفتک ٭

تب علینا فاننا بشر ٭ ما عرفناک حق معرفتک ٭ باین اعتبار معنی لا تدرکہ الابصار کی صادق آئی کہ عقلاً ادراک ذات کا بلحاظ کمال حجاب اسما و صفات کے ہرگز نہین کر سکتے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسمین فکر کرنے ہی سے منع فرما دیا کہ لا تفکروا فی ذات اللہ۔

ہرچند کہ باعتبار اولین ذات کے عقلاً ادراک کنہ ذات کا ممتنع ہے مگر باعتبار ظہور صفات کے ذات کا ادراک ممکن ہے۔ لہذا ارشاد ہوا کہ تفکروا فی آلاء اللہ کیونکہ یہ ادراک بشری معرفت الٰہی جائز ہے لہذا حق سبحانہ تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا کہ سنریهم ایاتنا فی الافاق و فی انفسهم فلا تبصرون (۲۵ ع ۱) پس ان تمام آیات کی رویت جو فی الحقیقت آثار صفت الٰہی ہین اور ان صفات کی معرفت ہی سبب ادراک ذات الٰہی ہوتی ہے ضروری ہوئی کیونکہ بغیر از اس معرفت کے ایمان کامل و ایقان صحیح حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ اس طلب معرفت کے طرف اشارہ ہی۔ قولہ تعالےٰ ہین کہ رب زدنی علما (۱۶ ع ۱۵) اور اسی دعوت معرفت بصیرت کے جانب ایماہی کہ ادعوا الی اللّٰہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی (۱۳ ع ۵) کیونکہ یہہ بصیرت کمال معرفت انسانی ہے۔ پس اس صورت مین آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار مطلقاً عدم ادراک ذات حق پر دلالت نہین کرتی اسی واسطے الابصار پر الف لام استغراقی کا گمان بھی نہین ہوسکتا کیونکہ از روی بصیرت کے بعض افراد مثل اولیاء و انبیاء علیہم السلام بہ حسب مراتب و بحد معرفت بشری ادراک کرتے ہین بلکہ عقلاً بعض دیگر عوام مومنین بھی تنزیہاً اوسکا ادراک کرتے ہین باین نظر اگر آیہ کریمہ سے مراد نفی ادراک کامل کیجاوے تو صحیح ہے کیونکہ بلحاظ حجب عظمت و جلال کبریائی کے ادراک کنہہ ذات کا از روی بصیرت کے بھی مطلقاً محال ہے۔ لاریب فیہ۔

پس باعتبار معنیٔ ثانی ادراک کا اطلاق رویت پر صادق نہین آتا کیونکہ ادراک کی معنی دریافت و معرفت کے ہین اور رویت کی معنی دیکھنے کے ہین شتان بینہما کیونکہ معرفت بصیرت کا کام ہے پس بصر بیشک بصیرت کا کام نہین دی سکتی (تتمہ بیان بحث اول مین ملاحظہ کرو) باین نظر آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار عدم معرفت بصر پر صادق آتی ہے نکہ اس سے نفی رویت بصر کی ہوتی ہے بلکہ اہل بصیرت اس آیہ سے کسی وقت رویت

بصارت کو بھی مجال نہ سمجھینگے کیونکہ یہہ آیتہ حق سبحانہ تعالی کی مدح مین واقع ہوئی ہے اور کمال مدح یہہ ہے کہ ممدوح کا دیکھنا ممکن ہو فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہان معتزلی ضرور یہہ اعتراض کرینگے کہ اگر رویت حق سبحانہ تعالی کی ممکن ہوتی تو موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے رب ارنی انظر الیک کہا تو ان کے جواب مین حق سبحانہ تعالی لن ترانی کیون فرمایا ؟

اگرچہ اسکا جواب بحث اول مین بھی گذرچکا ہے مگر پھر یہان اوس اجمال کی تفصیل کیجاتی ہے کہ اس جواب کے کئی اسباب ہین یعنے جواب لن ترانی کا بلحاظ عظمت وکمال جلال کبریائی کے تہا جس سے مطلقاً انکار رویت جمال الٰہی کا پایا نہین جاتا۔

یا یہہ جواب بنظر عدم استعداد موسی علی نبینا کے تہا جو اوس وقت استعداد اس رویت کی آپ مین بالفعل نہ تھی اسیواسطے شرط رویت کو مشروط باستقرار جبل بمکانہ ٹھہرایا پس اسی شرط سے ثابت ہوتا ہے کہ رویت ممکن ہے کیونکہ وقوع مشروط کا بھی ممکن تہا یعنی باوجود امکان وقوع شرط کے رویت کا عدم وقوع بلحاظ عدم فعلیت استعداد رائی کے تہا۔ لہذا لن ترانی فرمایا یعنے مجھکو تو ہرگز دیکھہ نہ سکیگا پس موسی علی نبینا وعلیہ السلام کے دیکھہ نہ سکنے سے حق سبحانہ تعالی کا دیکھہ نہ سکنا ثابت نہین ہوتا کیونکہ بالفرض حق سبحانہ تعالی کا دکھنا ممتنع ہوتا تو لن ترانی مین ندیکھہ سکنے کی نسبت جو موسی علی نبینا وعلیہ السلام کے طرف کی گئی ہے اوسکو اپنے جانب نسبت کرکے لن اریٰ فرماتا یعنے ہرگز نہین دکھلائی دونگا اس صورت مین حق سبحانہ تعالی اونکو بکلی منع کردیتا جیسے کہ بت کو خدا بنا

سے منع کر دیا تھا درحالیکہ نہ دیکھہ سکنے کی نسبت اپنے جانب نہیں فرمایا
اور موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو اس سوال سے باز بھی نہیں رکھا اور
اور نیز کچھہ زجر و توبیخ بھی نہیں فرمائی تو ثابت ہوگیا کہ نفس سوال امکان
رویت الٰہی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر مطلقاً رویت محال ہوتی تو نفس
سوال باطل ہو جاتا جس سے نعوذ باللہ حق سبحانہ تعالیٰ کے نسبت آپکی
بداعتقادی و عدم معرفت الٰہی ثابت ہوتی حالانکہ یہہ امور منافی نبوت
ہیں اور انبیا واجب العصمت ہیں۔ حاشا و کلا حق سبحانہ تعالیٰ کی نسبت
کبھی انبیا علیہم السلام کا اعتقاد باطل نہیں ہو سکتا کیونکہ انبیا علیہم السلام امر
حق کی دعوت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔

اگر کوئی یہہ کہے کہ آپکا سوال اپنے قوم کی زبان سے تھا تو یہہ خیال
بدو وجہہ غلط ہے اولاً اسلئے کہ آپ نے رب ارنی انظر الیک بصیغہ
متکلم فرمایا جسکی اضافت خود آپ ہی کی ذات کے طرف دلالت کرتی
ہے ثانیاً اسلئے کہ بالفرض اگر یہہ سوال قوم کے جانب سے بھی ہے تو
نفس سوال کے دو حالات ہونگے یا فی نفسہا اوسکا وقوع ممکن ہوگا
یا ممتنع اگر اسکا علم آپکو نہ تھا تو وہی اعتراض بداعتقادی یا عدم
معرفت الٰہی کا عود کریگا۔ اگر علم تھا تو امر ممتنع کا خود سوال نکرتے
بالغرض جبکہ آپ نے قوم کو منع بھی نفرمایا اور اون کے طرف سے
سوال بھی کیا تو امکان رویت ہی ثابت ہوا۔

بہرحال آپکا یہہ سوال قوم کے جانب سے بھی ہوا اسلئے صحیح نہیں ہو سکتا
جبکہ قوم نے آپ سے کہا تھا تاآنکہ اللہ تعالیٰ کو علانیہ نہ دیکھ لیتے
تجھپر ہم ہرگز ایمان نہ لاوینگے۔ اسکے ساتھہ ہی قوم پر بجلی پڑی تھا

اور اونکو ہلاک کر ڈالی گویا اوسکا جواب فوراً ہی ملگیا۔ کما قال اللہ تعالی
واذ قال قومہ لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتہم الصاعقۃ
وانتم تنظرون (ع ۶ ا) بخلاف اوس کے موسی علی نبینا وعلیہ السلام
نے رب ارنی انظر الیک کہا تو جواب لن ترانی کا ملا اگرچہ کہ
بادی النظر مین ہر دو کا ایک ہی سوال نظر آتا ہے باوجود اسکے
مختلف جوابات کی یہہ وجہ ہے کہ فی الحقیقت ان ہر دو کے غرض
مختلف تھے جسکے موافق ہر ایک نے جواب باصواب پایا یعنے پہلا
سوال استکباراً تھا اور دوسرا سوال استفہاماً یا پہلا سوال انکاراً تھا
اور دوسرا سوال اثباتاً یا پہلا سوال قبل از ایمان کے تہا اور دوسرا سوال
بعد از ایمان کے یا پہلے سوال مین ایمان کو رویت پر حصر کر دیا
تہا اور دوسرے سوال مین بسبب کمال ایمان کے رویت کو اللہ تعالے
کی مرضی پر منحصر رکہا تہا یا آنکہ پہلا سوال نفس وجود حق سبحانہ تعالے
کے نسبت اشتباہاً تہا جسکی تصدیق قوم نے رویتاً چاہی اور دوسرا
سوال باوجود ایقان کامل کے صرف بلحاظ حصول اطمینان کے تھا
یا پہلا سوال انکار ایمان بالغیب کے نسبت تھا جسکی صداقت اونہون
نے مشاہدۃً چاہی اور دوسرا سوال محبتاً وعشقاً تہا جسکے زیادتی
کی آپ نے تمنا کی و یا آنکہ پہلا سوال بسبب جہالت کے بے باکانہ رویت
جلیہ کے نسبت تھا جسکا جواب اونہون نے فوراً پایا یعنے تجلی جلالی
نے اونکو ہلاک کر ڈالا اور دوسرا سوال بسبب کمال علم کے تمنا رویت
کی بلحاظ فرط ذوق و اشتیاق جمال باکمال الہی کے تہا لہذا اونکو آیندہ
کے لئے امید دلائی گئی کہ اگرچہ بالفعل یہہ رویت بلحاظ عدم استعداد

سے منع کر دیا تھا درحالیکہ نہ دیکھ سکنے کی نسبت اسکے جانب نہیں کی گئی اور موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو اس سوال سے باز بھی نہیں رکھا اور اوس پر کچھہ زجر و توبیخ بھی نہیں فرمائی تو ثابت ہوگیا کہ نفس سوال امکان رویت الٰہی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر مطلقاً رویت محال ہوتی تو نفس سوال باطل ہو جاتا جس سے نعوذ باللہ حق سبحانہ تعالیٰ کے نسبت انکی بد اعتقادی و عدم معرفت الٰہی ثابت ہوتی حالانکہ یہہ امور منافی نبوت ہیں اور انبیا واجب العصمت ہیں۔ حاشا و کلا حق سبحانہ تعالیٰ کی نسبت کبھی انبیا علیہم السلام کا اعتقاد باطل نہیں ہوسکتا کیونکہ انبیا علیہم السلام امر حق کی دعوت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔

اگر کوئی یہہ کہے کہ آپکا سوال اپنے قوم کی زبان سے تھا تو یہہ خیال بدو وجہہ غلط ہے اولاً اسلئے کہ آپ نے رب ارنی انظر الیک بصیغہ متکلم فرمایا جسکی اضافت خود آپ ہی کی ذات کے طرف دلالت کرتی ہے۔ ثانیاً اسلئے کہ بالفرض اگر یہہ سوال قوم کے جانب سے بھی ہے تو نفس سوال کے دو حالت ہونگے یا فی نفسہ اوسکا وقوع ممکن ہوگا یا ممتنع اگر اسکا علم آپ کو نہ تھا تو وہی اعتراض بداعتقادی و عدم معرفت الٰہی کا عود کریگا۔ اگر علم تھا تو امر ممتنع کا خود سوال نہ کرتے بالفرض جبکہ آپ نے قوم کو منع بھی نہ فرمایا اور اون کے طرف سے سوال بھی کیا تو امکان رویت ہی ثابت ہوا۔

بہرحال آپکا یہہ سوال قوم کے جانب سے بھی ہوا اسلئے صحیح نہیں ہوسکتا جبکہ قوم نے آپ سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو علانیہ دیکھ لینگے بغیر اسکے ہم ہرگز ایمان نہ لاوینگے۔ اس کے ساتھہ ہی قوم پر بجلی پڑی تھی

اور اونکو ہلاک کر ڈالی گویا اوسکا جواب فوراً ہی ملگیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ
واذ قال قومه لن نومن لک حتی نری اللہ جهرة فاخذتهم الصاعقة
وانتم تنظرون (ع ۱) بخلاف اوس کے موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام
نے رب ارنی انظر الیک کہا تو جواب لن ترانی کا ملا اگرچہ کہ
بادی النظر مین ہر دو کا ایک ہی سوال نظر آتا ہے باوجود اسکے
مختلف جوابات کی یہہ وجہ ہے کہ فی الحقیقت ان ہر دو کے اغراض
مختلف تھے جسکے موافق ہر ایک نے جواب باصواب پایا یعنے پہلا
سوال استکباراً تھا اور دوسرا سوال استفہاماً یا پہلا سوال انکاراً تھا
اور دوسرا سوال اثباتاً یا پہلا سوال قبل از ایمان کے تھا اور دوسرا سوال
بعد از ایمان کے یا پہلے سوال مین ایمان کو رویت پر منحصر کردیا
تھا اور دوسرے سوال مین بسبب کمال ایمان کے رویت کو اللہ تعالیٰ
کی مرضی پر منحصر رکھا تھا یا آنکہ پہلا سوال نفس وجود حق سبحانہ تعالیٰ
کے نسبت اشتباہاً تھا جسکی تصدیق قوم نے رویتاً چاہی اور دوسرا
سوال باوجود ایقان کامل کے صرف بلحاظ حصول اطمینان کے تھا
یا پہلا سوال انکار ایمان بالغیب کے نسبت تھا جسکی صداقت انہون
نے مشاہدۃً چاہی اور دوسرا سوال محبتاً وعشقاً تھا جسکے زیادتی
کی آپ نے تمنا کی ویا آنکہ پہلا سوال بسبب جہالت کے بے باکانہ رویت
کے نسبت تھا جسکا جواب اونہون نے فوراً پایا یعنے تجلی جلالی
نے اونکو ہلاک کر ڈالا اور دوسرا سوال بسبب کمال علم کے تمنائے رویت
کی بلحاظ فرط ذوق واشتیاق جمال باکمال الٰہی کے تھا لہذا اونکو آئندہ
کے لئے امید دلائی گئی کہ اگرچہ بالفعل یہہ رویت بلحاظ عدم استعداد

سکے واقع ہو مگر بالقوہ ممکن ہے و یا بنظر عدم طاقت مقاومت سکے فی الحال
لن ترانی ہے مگر آیندہ کے لئے سوف ترانی ہے کیونکہ لن اس عالم
مین زمانہ آیندہ کی نفی کرتا ہے اور سوف قربت زمانہ آخرت کا ثابت
کرتا ہے فسوف تعلمون۔

جنہون نے کہ آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار پر حکم لن ترانی کو استدلال
کیا ہے اونکو چاہیے کہ اوس کے متعلق کامل آیہ کریمہ کو بنظر فکر ذرا دیکھین
اور اوس کے جملہ اشارات و نکات پر غور فرمائین وھو ھذا۔

ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمه ربه قال رب ارنی انظر الیک
ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی فلما تجلی ربه
للجبل جعله دکا وخر موسی صعقا فلما افاق قال سبحانک تبت
الیک وانا اول المؤمنین (٤٧ ٩)

جبکہ حق سبحانہ تعالے نے موسی کلیم علی نبینا وعلیہ السلام سے کلام کیا تو
آپ از بس مشتاق لقاے جمال باکمال ہو گئے یعنے وقوع کلام ہی سبب
اظہار تمناے رویت ہو یا آنکہ موسی کلیم نے بفرط شوق وکمال مذاق
کلام حق مین سبکو بھولا دیا کو جنت جانا اسی لئے درخواست رویت
کی چونکہ فے الواقع کلام اس عالم مین بھی واقع ہوا تھا لہذا اسی
رویت سے لن ترانی فرمایا۔

و یا آنکہ آپ نے بنظر وقوع کلام کے تمنا رویت کی کی تھی حالانکہ کلام وراء
حجاب واقع ہوا تھا کیونکہ از پس پردہ کلام ممکن تھا کقولہ تعالی ما کان
لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب (٦ ع ١٥)
بخلاف اسکے پس پردہ پر رویت کا اطلاق صادق نہین آسکتا تھا

لہذا بے حجاب کے رویت بھی واقع نہین ہوسکتی تھی لہذا لن ترانی فرمایا مگر اوسکے
ساتھ ہی لیکن حرف استدراک کا لایا تا کہ جملہ ماقبل یعنے لن ترانی سے مطلقاً
عدم رویت کا جو شبہہ کہ ناشی ہوتا تھا وہ مرتفع ہوجاے پس اس جواب سے ثابت
ہوا کہ رویت ممکن ہی لہذا فرمایا کہ انظر الی الجبل الخ مگر نفس رویت کو مشروط
بشرط استقرار جبل ہوسکا نہ ٹھہرایا تا کہ یہہ ثابت ہو کہ بلا حجاب تاب مقاومت محال
ہے اسی واسطے بنی اسرائیل ہلاک ہوگئے تھی لہذا بلا حجاب نفی رویت کی فرمائی اگرچہ
کہ نفی رویت کی کی مگر چونکہ پہاڑ کا اپنے مقام پر قایم رہنا امر ممکن تھا لہذا فسوف
ترانی سے امید رویت کی دلائی گئی اگرچہ کہ اسکا وعدہ گاہ آخرت ہی مگر
اس عالم مین بھی لن ترانی کی صداقت کے لئے جبل پر تجلی فرمائے تو جبل بتاب
تجلی عظمت وکبریائی کے پارہ پارہ ہوگیا اور موسی علی نبینا وعلیہ السلام
تاب مقاومت نہ لاسکے اور بیہوش ہوکر گر پڑے جس سے اون ہر دو اقوال
نفی وثبوت رویت کا اثبات ہوگیا یعنے بعد وقوع تجلی کے جبکہ موسی علی نبینا
وعلیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے تو اونکو فسوف ترانی کی تصدیق
کرنی پڑی کیونکہ یہہ اوسکی ایک جھلک تھی جو باوجود بے تابی کے تاب
رویت کی نہ لاسکے اسی واسطے بعد رویت تجلی کے وہ بیتاب ہوکر گر پڑی
تو حکم لن ترانی کا بھی صادق آگیا غرض دنیا مین ہی لن وسوف
کی تصدیق ہوگئی یعنے جیسی کہ حق تعالی وادی ایمن مین پس پردہ بصورت
شجر کے آپ پر تجلی فرمایا اور ہمکلام ہوا تھا اسیطرح کوہ طور پر پس پردہ جبل
کے تجلی شہودی فرمایا اسی واسطے آپ نے تمنائے رویت تنزیہی سے حق سبحانہ
تعالی کی تنزیہہ فرمائی کہ سبحانک تبت الیک کیونکہ رویت تنزیہی
بحالت تشبیہی محال تھی یہان اور ایک عجیب رمز ہے جبکہ بنی اسرائیل نے

استدعای رویت الٰہی کی تو فاخذتہم الصاعقہ اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام
نے تمنائے رویت الٰہی فرمائی تو خرّ موسیٰ صعقا یعنے ہر دو کا جواب صاعقہ
ہی تہا مگر قوم نے رویت جہر یعنے بے حجاب رویت ذات ذوالجلال
کی استدعا کی تہی لہذا تجلی جلالی نے بجلی بنکر اونکو ہلاک کر ڈالی اور موسیٰ علیٰ نبینا
وعلیہ السلام نے رویت جمال الٰہی کی تمنا کی تہی لہذا صاعقہ بصورت صعقا یعنے
تجلی جمالی سے اونکو خود رفتگی حاصل ہوئی۔ اسیکے بعض اور اسرار دقیق کا
ذکر اربعین مین کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگرچہ اس آیۃ کریمہ کے متعلق بعض
اشارات کا ذکر بحث اول مین گذرا اور بعض نکات کا ذکر خاتمہ پر ہوگا مگر جسقدر
کہ یہان بیان کیا گیا ہے اون مخاطبین کے حوصلہ ادراک سے خارج ہی جو پابند
عقل معلول ہین تاہم چند دلایل بدیہی کا ذکر جو اوپر گذرا اوس سے عقل سلیم
پر ثابت و متحقق ہوگا۔ کہ آیۃ کریمہ لا تدرکہ الابصار۔ ولن ترانی دنیا و
آخرت مین مطلقاً امتناع رویت الٰہی پر دلالت نہین کرتی پس اس صورت
مین دلیل نقلی معتزلہ کی بالکل باطل ہے کیونکہ جو امر دلیل نقلی سے ثابت ہو اوس سے
انکار کرنا یا جو امر کہ آیۃ منصوصہ سے ثابت ہوگیا ہو اور پہر اوسکی تفسیر احادیث
متواترہ سے ہوگئی ہو تو اس سے انکار یا تاویل کرنا محض ضلالت و گمراہی ہے
جبکہ معتزلہ کی یہ دلیل نقلی اور رد و تاویل عقلی نامعقول ٹھہری اور نامنظور
ہوگئی تو ناگذیر وہ اس دلیل عقلی کو استدلال کرتے ہین کہ عقلاً رویت مشروط کہ
بارہ شرط پر یعنے اول رائی مین علامت حس اور قوت ادراک موجود ہو دوم
شئی مرئی جائز الرویت ہو۔ سیوم شئی مرئی مقابل رائی ہو چہارم شئی مرئی
نہایت چھوٹی نہو پنجم نہایت لطیف نہو ششم بغایت قریب نہو۔ ہفتم بغایت
بعید نہو۔ ہشتم کوئی حجاب حایل نہو یعنے غائب نہو۔ نہم ضد ادراک یعنے نوم و

غفلت و یا توجہ مائل بجانب دیگر ہو۔ وہم شئ مرئی روشن بذاتہ ہو۔ یا از وہم شعاع
نظر مرئی سے متصل ہون۔ و دراز وہم شئ مرئی چشم رائی مین منقش ہو۔ پس
بے وجود ان تمام شروط کے حصول رویت شئ باطل ہے۔ چونکہ یہہ تمام شروط
لوازمات جسمی ہین اور حق سبحانہ تعالی اس سے منزہ ہی لہذا رویت حق سبحانہ
تعالی کی بھی محال عقلی ہے۔

**جواب** وجود ان تمام شروط کا عادۃً مشروط رویت ہی نکہ قدرۃً کیونکہ عادت اللہ
اسی طرح جاری ہے کہ بے وجود ان شروط کے خلق رویت کی نہین فرماتا مگر
وہ قادر بھی ہے کہ باوجود موجود ہونے ان تمام شروط کے بھی خلق رویت
کی نفرمادی چنانچہ اسپر دال ہے قولہ تعالی یرونهم مثليهم رأي العين ع۰ ۳
یعنی جنگ بدر مین تین سو تیرا مومن کے مقابلہ مین ایک ہزار کافر رہتے باوجود قلت
تعداد مومنین کے حق سبحانہ تعالے نے کفار کو دو ہزار دکھلادیا یعنے کفار کی آنکھون
مین دو ہزار کی رویت کو پیدا کردیا حالانکہ وہ تمام شروط رویت کے موجود نہ تھے
اور مومنین کی نظر مین تعداد کفار کی تھوڑی دکھلائی حالانکہ وہ زاید تھی
جیسے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے واذ يريكموهم اذ التقيتم في اعينكم
قليلا ع ۱۹ پس یہان باوجود موجود ہونے شروط کے خلق رویت نہین فرمائی
اسیطرح حسب حال حضرت اسماء سے مروی ہے کہ جب سورہ لہب اتری تو ام جمیل بہت
غصہ مین آئین اور اوسکے ہاتھہ مین پتھر تھا اور پھر وہ مسجد مین آئین اور وہان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تشریف رکھے تھے
اور وہ کہتی تھین کہ قلينا ودينه ابينا وحكمه عصينا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ
یا رسول اللہ یہہ آپکو دیکھہ ہی جائیگی آپ نے فرمایا کہ انها لا تراني پھر وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھہ نسکی حالانکہ آپ وہان موجود تھے مگر حق سبحانہ تعالی اوسکی نظر مین

خلق رویت نفرمایا لہذا وہ آگو نہ دیکھی اور نیز مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے روبرو سے دیکھتے تھے اسی طرح پس پشت سے بھی دیکھتے تھے لہذا آپ فرماتے کہ اقیموا صفوفکم وتراصّوا فانی اراکم من وراء ظھری الحدیث حالانکہ یہان بعض شرایط رویت کے پائے نہین جاتے۔ بہرحال بقدرت قادر مطلق عقلاً یہہ امر ممکن ومسلم ہی کہ باوجود موجود ہونے تمام شروط کے رویت کو خلق نفرماوے ویا بغیر از وجود ان شروط کے رویت کو پیدا کردے۔

جبکہ یہہ تمام استدلالات عقلی بدلایل نقلی محض باطل ٹھہری تو باعتبار محسوسات اوراپنے مشاہدات کے چند شبہات پیدا کرتے ہین یعنے جس چیز کو کہ ہم دیکہہ سکتے ہین وہ ایسی ہی صفت کی ہوتی ہے یعنے شئ مرئی کی رویت بغیر از جسم ورنگ کے ممکن نہین۔ رفع شبہہ درحالیکہ ہم ہرامر کو اپنے ہی مشاہدہ پر استدلال کرین تو یہہ ہمارا مشاہدہ ہی کہ رویت کے لئے مرئی مین جو صفات کہ ہوتے ہین وہی صفات رائی مین بھی پائے جاتے ہین تو اس سے یہہ امر لازم ہوگا جیسے کہ مرئی کے لئے جسم ورنگ ضروری ہے ویسے ہی رائی کے لئے جسم ورنگ بھی ضروری ہو۔ حالانکہ یہہ امر عقلاً ونقلاً باطل ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی رائی ہے کما قال اللہ تعالی الم یعلم بان اللہ یری ۲۱ع ۳۰ لیکن حق سبحانہ تعالی جو رائی ہے بالاتفاق جسم ورنگ نہین رکہتا پس اس صورت مین یہہ کچہہ ضرور نہین کہ حق سبحانہ تعالی بغیر از جسم ورنگ نرکہنے کے مرئی نہو۔

شبہہ دویم رویت کے لئے جہت ومقابلہ ضرور ہے ہمارا مشاہدہ ہی کہ ہماری آنکہہ بغیر از جہت ومقابلہ کے ہرگز نہین دیکہہ سکتی۔

رفع شبہہ اس استدلال مشاہدہ حسی کے اعتبار سے حق سبحانہ تعالی جو بندگون کا ناظر ہے اوس کے نسبت بہی جہت ومقابلہ لازم ہوجائیگا۔ کیونکہ ناظر ومنظور

مین ہم اپنے مشاہدۂ حسی مین جہت و مقابلہ کو پاتے ہین حالانکہ یہہ استدلال
حق سبحانہ تعالے کے نسبت بالاتفاق باطل ہے کیونکہ وھو علی کل شیء شہید ۱ع۲۵
وھو علی کل شیء محیط ۱ع۲۵ پس اس صورت مین جیسے کہ حق سبحانہ تعالی کا بغیر
جہت و مقابلہ کے ناظر ہونا روا ہی اسیطرح اوسکا منظور ہونا بہی جائز ہے —

شبہہ سیوم یہہ امر بدیہی ہے کہ جس چیز کو بصر سے دیکھتے ہین اوسکو دوسری
حس سے بہی پاتے ہین اس صورت مین اگر حق سبحانہ تعالے دکہہ سکتا تو اوسکا
چہونا بہی روا ہوسکتا حالانکہ وہ اس سے پاک ہے —

رفع شبہہ چونکہ یہہ قیاس محض باعتبار عالم محسوسات کے ہی اسی واسطے ایک حس کیساتھ
دوسری حس کا تعلق بہی ضروری قیاس کیا جاتا ہے حالانکہ یہہ قیاس مع الفارق
ہے جو کسیطرح حق سبحانہ تعالے کے نسبت صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ حق سبحانہ تعالی جن
صفات سے کہ آپکو متصف کیا ہے اوسکے سیوا دوسرے صفات کی نسبت اوسکی
طرف کرنا جائز نہین مثلاً حق سبحانہ تعالے آپکو سامع و رائی کہا ہے کقولہ تعالے
اننی معکما اسمع واری ۱ع۱۲ مگر شم و لمس وغیرہ کا کہین ذکر نہین فرمایا
لہذا اوسکے نسبت ان صفات کا قیاس کرنا جائز نہین۔ پس اس سے متحقق
ہوگا کہ جو امور کہ مخصوص بندہ کے متعلق ہین وہ بہ نسبت حق سبحانہ تعالے کے بھی پائے
جانا ضرور نہین تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا

ماحصل اس تقریر کا یہہ ہے جو امور کہ عالم محسوسات و مشاہدات مین پاتے ہین اوسیطرح
عالم الٰہیات مین قیاس کرنا بیجا ہے کیونکہ شاہد کا قیاس غائب پر کرنا جہالت ہی
بلکہ جو کچہہ کہ خدا تعالے نے خدا کو روا نہین ہے وہ بندہ کے طرف سے بھی خدا تعالے
کے نسبت روا نہین مثلاً اگر ہم کہین کہ ذات خدا کی قادر ہے تو جائز ہی کیونکہ
خود ہی آپ کو اس نام و صفت سے متصف کیا ہے بخلاف اوسکے اگر ہم کہین

که ذات اوسکی مقدور ہو تو بالکل ناروا ہی یا اگر ہم کہین کہ حق سبحانہ تعالی رای ومرئی ہے تو جایز ہے کیونکہ ان ہر دو صفات سے خود وہ متصف ہی فلهذا قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فننظر الیہم وینظرون الیہ۔

المختصر باوجود ورود آیات واحادیث متواترہ کے رویت حق تعالے کا انکار کرنا نہ فقط سبب ضلالت ہی بلکہ موجب محرومی نعمت رویت آخرت ہی کیونکہ اصل تخم رویت آخرت کا اس عالم کی معرفت ہے (جسکا ثبوت خاتمہ پر دیا جائیگا) پس معتزلی وغیرہ جو رویت الہی کے منکر ہین فی الحقیقت وہ اسکی معرفت ہی سے بالکل بیخبر ہین آخر بھی جہالت آخرت مین سبب عدم رویت جمال باکمال رب العزت ہوگی بہرحال منکرین رویت اس نعمت سے پیوستہ محروم ہونگے [illegible] ولا تجعلنا منهم۔ رویت الہی اتم نعمت ونہایت کرامت الہی ہے چنانچہ صہیب رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل اهل الجنة الجنة يقول الله تعالى تريدون شيئا ازيدكم فيقولون الم تبيض وجوهنا الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فيرفع الحجاب فينظرون الى وجه الله فما اعطوا شيئا احب اليهم من النظر الى ربهم ثم تلا للذين احسنوا الحسنى وزيادة (رواہ مسلم)

شاید اس بشارت کو کوتاہ نظر بڑی حیرت کی نظر سے دیکھینگے کہ نعمات بہشت سے نعمت دیدار کی کیونکر اعلی واکرم ہے اگرچہ کہ یہ صرف اسیقدر کہدینا کافی ہوگا کہ نعمت اکل وشرب سے راحت پانا بدن کی خصوصیت ہی اور نعمت دیدار سے لذت اوٹھانا روح کی خاصیت ہی کیونکہ یہہ لذت ثمرہ محبت ہی اور محبت خاصیت دل ہے جبکہ بدن تابع دل ہے تو ظاہر کہ تمامی راحات بدنی پر لذت روحی کو بھی ترجیح حاصل ہوگی اسی لئے نعمت بہشت پر رویت الہی کی افضل ہوگی اسی واسطے حدیث

وارد ہے کہ ان ادنی اهل الجنة منزلة من ينظر الی جنانه وازواجه ونعيمه وخدمه وسرره مسيرة الف سنة واكرمهم على الله من ينظر الى وجهه غدوة وعشية الخ (رواه احمد وترمذی) اگرچہ اس حدیث مین ایک نازک سر کیطرف اشارہ ہی جو تصریح طلب ہی مگر یہہ مقام اوسکا متحمل نہین انشاءاللہ تعالی خاتمہ پر جسقدر اسکی توضیح کرینگے مگر یہان مشتے نمونہ از خروارے فقط ایک تمثیل ہی بیان کیجاتی ہے۔

ولله المثل الاعلی۔ ہرچند کہ اس عالم مین عالم آخرت کی قرار واقعی کوئی مثال نہین ملسکتی تاہم مجازاً دنیا کو نمونہ آخرت کا کہہ سکتے ہین پس بمصداق العاقل تکفیہ الاشارہ مجاز سے حقیقت کے طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

سگ حضور بہ از برادر دور کی ضرب المثل معروف ومشہور ہی آخر اسکی کیا معنی ہی؟ بیشک حضور باش کو خاص شرف وخصوصیت حاصل ہی جس سے وہ لذت پاتا ہی دیکھو ایک ادنی منصبدار جو حضور باش ہے اعلی جاگیردار دور باش پر کسطرح فخر کرتا ہے۔ آخر یہہ فخر باعتبار لذت دل کے ہی ورنہ بدنی آسایش کے اعتبار سے اس منصبدار کے نسبت جو حضور باش ہے اوس جاگیردار دور باش کے پاس بہت کچھہ راحات بدنی کا اسباب مہیا وموجود ہے۔ فرض کرو کہ ایک بادشاہ کے کئی نوکر ہین اونمین سے بادشاہ نے ایک کو حضور باشی کے لئے پسند کیا ہے اور اپنا محرم راز بنایا اور ہمیشہ اپنی مصاحبت مین حضوری کا حکم دیا دوسرے کو محل شاہی کے قربت مین جگہہ دی دن بھر مین دوبار ملاقات کا حکم ملوا۔ تیسرے کو شہر مین خدمت پر مامور کیا روزانہ ایکبار یا ہفتہ وار سلام کی اجازت ملی بعضون کو جاگیردار بنایا کسی سے سال بھر کا وعدہ ہوا کسی سے ایک ہی ملاقات پر اکتفا کیا۔ اب تم فرق کرلو کہ ان سب مین کسکو زیادہ عزت ولذت حاصل ہی؟

بلاشبہ یہہ پہلے ہی شخص کا نام بتادیگے جو حاضر حضور رہ چکا ہو ہم راضی ہیں یہہ کیون؟ بہ سبب
حضوری کے ۔ اور یہہ خلعت خصوصیت بنظر مراحم شاہی کے مرحمت ہوئی ہے
اور اسی شرف خصوصیت کے باعث سے اوس نے اپنے ہمچشمون پر فخر و بزرگی
حاصل کی ہے اور اسی امتیاز سے اوسکا دل راحت و لذت پاتا ہے بالفرض اوسکے
دل مین بادشاہ کی کچھہ محبت نہوتی تو اوسکو اس حضوری کی وقعت بھی نہوتی اور
اگر اوس کے کمالات جلیلہ اور اوصاف جمیلہ سے واقفیت نہوتی تو ظاہر ہے کہ
اوسکو لطف صحبت بادشاہی حاصل نہوتی اور دل اسکا اس صحبت سے بھی کچھہ
لذت نہ اوٹھاتا یہہ امر ظاہر ہے کہ بدمعاش و خاین اور خونی وغیرہ کو بادشاہ
کے روبرو ہونے سے کیسی نفرت ہوتی ہے ۔ اور اس بدبخت کو بادشاہ کے
دیکھنے سے کیسی وحشت رہتی ہے ۔ بلکہ اگر وہ خود بادشاہی کا خائن ہے تو
بادشاہ کے دیکھنے سے دریاے ندامت مین ڈوب مرتا ہے یا اوس پر بادشاہ کی
ایک نظر بھی پڑ جاتی ہے تو غضب کی تیر بنکر اوس کے جگر سے پار ہو جاتی ہے
جس سے بیچارے وہ مرا جاتا ہے آخر اسکا کیا سبب ہے؟ بہ سبب اوسکی نفرت
کے جو ضد محبت ہے اور یہہ نفرت کیون؟ بلحاظ اون برے اوصاف کے جو بادشاہ
کے عمدہ اوصاف کے مخالف ہین ۔ یہان اور بھی ایک نکتہ ہے یعنے ان دونو
کی مخالف اوصاف کے باعث سے جیسی کہ بادشاہ کو اس سے نفرت ہے اوسکو
بھی بادشاہ سے وحشت ہے اسواسطے بادشاہ کے عمدہ اوصاف اوس کے نظر
مین بری دکھلائی دیتے رہتے ہین جیسکہ عمدہ چیز کو کوئی بری دیکھتا ہے تو بیشک
اوسکو تم اندھا کہوگے اور اسکو اندھا اسواسطے نہ کہوگے کہ اوسکے ظاہری آنکھہ
نہین بلکہ وہ بادشاہ کو دیکھتا ہے مگر برا سمجھتا ہے پس یہہ اوسکی اولٹی سمجھہ
دل کے آنکھون کے اندھے پن کا سبب ہے کیونکہ بالطبع ہر ایک کا میلان عمدہ

اوصاف کے طرف رہتا ہے - اور اس سے دلکو راحت ملتی ہے کیونکہ یہی
دلکی سرشت ہے یعنے دل کا خمیر عمدہ اوصاف سے ہوا ہی - اسپر یہی دلیل
کافی ہے جبکہ کسی کی زبانی ہم سنتے ہین کہ فلان بادشاہ بڑا عادل یا سخی
ورحمدل ہے یا بڑا عالم و فاضل ہے و یا فلان شخص نہایت شکیل و جمیل ہے
تو بن دیکھے بے اختیار اوسپر دل مایل ہو جاتا ہے - پس یہی دل کا مایل ہونا
یعنے رغبت کرنا محبت ہے جب کبھی ہم اون سے ملتے ہین اور دیکھہ لیتے ہین
تو ہمکو نہایت ہی مسرت حاصل ہوتی ہی اسی مسرت کا نام لذت و راحت ہی جسکا
تعلق دل سے ہی اب اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جسقدر عمدہ صفات ہونگے
اوسیقدر ہمکو اوس سے محبت ہوگی اور جسقدر محبت ہوگی اوسیقدر اوسکی
ملاقات و رویت سے راحت و لذت ملیگی جبکہ یہہ محبت پختہ ہو جاتی ہے
تو اوسکا نام عشق ہوتا ہے عشق کی لذت عاشق مزاج ہی جانتا ہے اسی کمال لذت
کے باعث عاشق اپنی معشوق کے دیدار پر مرتا ہے - اگر ہم بنظر انصاف دیکھین تو
اوس ذات ذو الجلال والجمال کو جو معدن جمیع صفات کمال ہے سب سے اعلی و افضل و
اکمل پاوینگے - کیونکہ اس جہان مین جسقدر خوبیان و بہتریان کہ ہم پاتے ہین اوسیکے
حسن و جمال کی ادنی جھلک ہے جبکہ اس دل کی آنکھین آخرت مین اور بھی روشن
ہو جاوینگے تو وہ جھلک خوب چمکیگی یہہ ایسی چمک و دمک ہوگی جس سے آنکھون
مین نور اور دل مین سرور ہوگا اور اس نورانی ٹھنڈک سے اون تمامی نعمات بہشت
سے دل سرد ہو جاویگا اور مضمون اس حدیث شریف کا صادق آویگا کہ فنظر الیہم
وینظرون الیہ فلا یلتفتون الی شئی من نعیم ما داموا ینظرون الیہ
حتی یحتجب عنہم ویبقی نورہ (ابن ماجہ) اللہم اجعلنا منہم -

## خاتمہ حقیقت مسئلہ رویت کے نسبت بعض اسرار اہل تحقیق کے بیان مین

حق سبحانہ تعالی کی رویت دو قسم پر ہے ایک رویت مطلقہ دویم رویت مقیدہ۔
اس ہر ایک قسم کی رویت دو طرح پر ہوتی ہے۔ ایک بچشم سر۔ دوسری بچشم سر۔
بس دنیا و آخرت کی رویت کے چار قسم ہوے اول رویت معقدہ بہ بصر دوم
رویت مقید بہ بصیرت۔ سیوم رویت مطلق بہ بصر۔ چہارم رویت مطلق بہ بصیرت
قسم اول رویت مقید بہ بصر یعنے رویت حق سبحانہ کی بہ چشم سر دنیا مین علی العموم
واقع نہین بلکہ مطلقاً ممنوع ہے کیونکہ ذات حق مطلق ہے۔ اور بصر عبد مقید ہیں
مطلق کی رویت بچشم مقید محال و باطل ہے۔ البتہ آخرت مین یہ تقیید بصری عموماً
واقع ہوگی کیونکہ عالم آخرت مین بحکم فکشفنا عنک غطائک فبصرک الیوم حدید
بعض مراتب کونی عموماً مطلق ہوجاوینگے لہذا جو تقیید بصری تام کر اس عالم ہمین
مطلقاً مانع رویت الہی تہی وہ عالم آخرت مین جو مقام مشاہدہ حقیقت ہی باقی نہوگی
اگرچہ بعض مراتب کونی مطلق ہوسنگے مگر جسکی چشم بصیرت کہ دنیا مین مقید رہی
ہو وہ آخرت مین بہی مقید ہی رہیگی۔ کیونکہ یہان کی بصیرت وہان حکم بصارت
کا لیگی لہذا بموجب تقیید بصیرت دنیا کے رویت بصر آخرت بہی مقید ہوگی۔
عـہ
من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی (۱۵ع۸)

قسم دویم رویت مقیدہ بہ بصیرت یعنے ادراک مقید حق سبحانہ تعالے کا اس عالم مین
علی العموم ہر ایک کو حسب قدر مراتب حاصل ہے اسی واسطے ہر شخص بہ بصیرت عقل
جسکو بصر دل بہی کہتے ہین حق سبحانہ تعالی کو موجود پاتا ہے یعنے بعد مشاہدہ علمی
اوسکے وجود کا اقرار کرتا ہے اور بہ حسب بصیرت عقل بعض اوصاف تنزیہہ
یا تشبیہہ سے اوسکو تعبیر کرتا ہے یعنے باعتبار تقیید بصیرت کے ذات حق و
خالق مطلق کو واجب و قدیم و قدوس و احد و صمد وغیرہ بعض صفات تنزیہی

عـہ جو یہان اندہا ہے وہان بہی اندہا ہے

یین و یا حی و علیم و قدیر و سمیع و بصیر وغیرہ بعض صفات تشبیہی مین مقید کر دیتا ہے
لہذا آخرت کی بصر مین بہی یہہ تقیید باقی ہوتی ہے جس کے باعث سے حق سبحانہ تعالے
کو آخرت مین اپنے عقیدہ کے موافق نہ دیکہیگا تو انکار کر جائیگا حتی کہ مشبہین
صورتوں ہی کو مانینگے اور منزہین تا آنکہ تجلی تنزیہی نفرما دے اقرار نکرینگے
جیسے کہ اس حدیث سے ظاہر ہے جسکو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے
کہ انا ربّ العالمین قال فماذا تنتظرون یتبع کل امة ما کانت تعبد فیقولون
هذا مكاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفناه فیقول هل بینکم وبینه
اية تعرفونه فیقولون نعم فیکشف عن ساق (متفق علیہ)
اور اسی تقیید بصیرت کے طرف اشارہ ہے قولہ تعالے مین کہ یوم یکشف عن
ساق ویدعون الی السجود فلا یستطیعون خاشعة ابصارهم ترهقهم
ذلة قد کانوا یدعون الی السجود وهم سالمون ۴ ع ۲۹ یعنے بسبب انکی
تقیید بصیرت کے اونکے ابصار مین قوت رویت حق سبحانہ تعالی کی بہ تجلی
تنزیہی نہوگی تو وہ آنکہین چرائینگے اور آخر نہ مانینگے ۔

قسم سوم رویت مطلق بہ بصر سواے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس
دار دنیا مین کسیکو میسر نہین ہوی کیونکہ بصر مبارک آپکے اطلاقیت مین صفت
بصیرت ممتاز تھے اسی واسطے آپکو رویت مطلق کی بقدر اطلاقیت بصر کے
حاصل ہوی ۔ یہہ آپ ہی کی خصوصیت تہی ورنہ عالم آخرت مین رویت
مطلق بہ بصر بہ حسب اطلاقیت و فعلیت مراتب علی خواص کو بہی حاصل ہوگی
کیونکہ یہہ حضرات نے اس عالم مین از روی بصیرت کے ذات کو ہوالظاہر
ہوالباطن بلا قید پایا ہے لہذا آخرت مین اوس ذات مطلق کو ہر تجلی صوری
و معنوی مین بہی بہ بصر مطلق متجلی دیکہینگے ۔

قسم چہارم رویت مطلق بہ بصیرت اس عالم مین سوای اولیا وانبیا علیہم السلام کے کسی کو حاصل نہین - کیونکہ یہہ مشاہدہ بلحاظ کمال فعلیت واطلاقیت مراتب علمی کے حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ یہہ حضرات ذات مطلق کو باوجود تنزیہ کے عین تشبیہ پاتے ہین اور ہر تشبیہ مین وجہہ تنزیہ کا ادراک کرتے ہین لہذا حق سبحانہ تعالے کو آخرت مین بہ بصر مطلق دیکھتے ہین کیونکہ کمال رویت آخرت کی اس عالم کی کمال معرفت وبصیرت پر منحصر ہے - پس اسی حصول مطلق بصیرت کے لئے جو موقوف علیہ رویت مطلق (عینی) بصارت ہے انزال کتب وارسال رسل کی حاجت ہوی کما قال اللہ تعالے

قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی ( ۱۳ ع ۶ )

اس عالم مین بصر تابع بصیرت ہی جیساکہ ہمارا مشاہدہ ہی مثلاً لڑکا یا دیوانہ باوجودیکہ انکھہ سے دیکھتا ہے مگر تمیز نہین کرتا اور کچھہ بھی نہین سمجھتا یا جبکہ ہماری نظر فکری کسی امر کے غور وتامل کی جانب متوجہہ ہو جاتی ہے تو باوصفیکہ انکھہ کھلی ہوتی ہے اور دیکھتی بھی ہے مگر اوسکی کچھہ بھی خبر نہین ہوتی یا آنا عموماً اکثر امور دیکھتے ہین مگر نہین سمجھتے مثلاً کفار باوجودیکہ آیات الٰہی ومعجزات نبوی کو دیکھتے تھے مگر کچھہ بھی نہین سمجھتے تھے - کیونکہ یہہ بصیرت نہین رکھتے تھے پس اس سے متحقق ہوا کہ بصر تابع بصیرت ہی فلہذا قال اللہ تعالی فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور -

عالم آخرت مین بصیرت تابع بصر ہوگی کما قال اللہ تعالے کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم ثم لترونہا عین الیقین ( ۳۰ ع ۲۷ ) یعنے ہرآئینہ اگر یقین کی طور پر علم جانوگے تو دوزخ کو دیکھہ لوگے پھر اوسکو یقین کی آنکھہ سے دیکھوگے (مراتب یقین اور اوسکی حقیقت حدیث احسان مین ملاحظہ کرو) آیہ مذکورہ سے معلوم ہوگا کہ علم الیقین جو عبارت ہی معرفت بصیرت سے عالم آخرت مین عین الیقین یعنے

رویت بصارت کا حکم لیگی یعنے یہانکی بصیرت وہان اعتبار بصر کا پیدا کریگی نظر بران
حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی ۱۵ع ۸
یعنے جسکی چشم بصیرت اس عالم دنیا مین بنور معرفت روشن نہوی ہو تو یہی تاریکی جہل
سبب نابینائی آخرت ہوگی۔ کما قال اللہ تعالے۔ ومن اعرض عن ذکری فان له
معیشة ضنکا ونحشرہ یوم القیامه اعمی ۱۶ع ۱۶ یہان ذکر بمعنی معرفت کے
ہے بدلیل آیۂ کریمہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بس اعراض عن
معرفت اللہ ہی سبب عدم رویت اللہ ہوگا کیونکہ یہہ اندہا بن بدن اعتبار
نہین کہ یہہ آنکہون سے اندہا تہا بلکہ وہ دنیا مین دیکہتا تہا۔ جیساکہ وہ کہیگا کہ قال
رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا ۱۶ع ۱۶ یعنے یہہ اس امر سے متعجب و متحیر ہوگا
کہ دنیا مین تو دیکہتا تہا پہر یہان اندہا کیسے ہوگیا۔ اس کا جواب حق سبحانہ تعالے
یون دیگا کہ قال کذالک اتتک ایاتنا فنسیتھا وکذالک الیوم تنسی وکذالک
نجزي من اسرف ولم یومن بایات ربه ۱۶ع ۱۶ یعنے دنیا مین اگرچہ وہ بصیر
تہا مگر بصیرت نہین رکہتا تہا لہذا حق سبحانہ تعالی کی نشانیون کو وہ دیکہتا تہا مگر
نہین سمجہتا تہا غرض بہ سبب عدم بصیرت کے اوس نے ایمان نہین لایا۔
ایات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عالم مین آیات الہی کا یقین نکرنا اور
اوس پر ایمان نہ لانا ہی آخرت کے اندہے پن کا سبب ہے۔ چونکہ ایمان عین الیقین
ہے اور یقین عبارت ہے کمال فعلیت مراتب علمی سے اور وہ متعلق ہے بہ بصیرت
مطلق تو ظاہر ہے کہ یہان کی بصیرت وہان حکم بصارت کا لیگی لہذا آخرت مین
بصیرت تابع بصر کے ہوگی۔ بس جو حالت کہ یہان بصیرت کی ہوگی وہی کیفیت
وہان بصارت لیگی یعنے جسقدر تقید بصیرت کی زایل ہوگی اوسیقدر اطلاقیت
بصارت کی حاصل ہوگی یعنے جسقدر یہان تقید مراتب علمی کی زایل ہوگی اوسیقدر

مطابقت مراتب علمی کی حاصل ہوگی پس یہی کمال معرفت عبادت ہی رویت سے پس جیسے
کہ یہاں ادراک حق مقتضی جہت ومقابلہ نہیں ہے اسیطرح وہاں رویت حق بہی مقتضی
جہت ومقابلہ نہوگا۔ اگرچہ رویت کو رویت اسواسطے کہتے ہین کہ قوت رویت آنکہہ
مین رکہی گئی ہے مگر حق سبحانہ تعالی اس قوت کو ماتہے پہ بہی پیدا کردیتا تو بہی اوسکا
نام رویت ہی ہوتا۔ چونکہ شریعت مین رویت کا لفظ وارد ہے اور ظاہر رویت
آنکہہ سے ہوتی ہے تو بالضرور آخرت کی رویت مین بہی آنکہہ کو دخل ہوگا لیکن یہہ
آنکہہ دنیا کی آنکہہ کے مانند نہوگی کیونکہ ان آنکہون کو جہت کی حاجت ہی اور آخرت
مین بے جہت رویت ہوگی۔

اصل تخم رویت آخرت کا معرفت ہی پس جس نے یہان تخم معرفت اپنے دل مین
نہ بویا ہو وہ آخرت مین ثمرہ رویت کا نہ پائیگا اور یہی من کان فی ہذہ اعمی فہو
فی الاخرۃ اعمی ۱۵ع۸ کا مصداق بنیگا ویا جسکی چشم بصیرت آج نور معرفت
سے روشن نہوئی ہو تو یہی ظلمت جہالت کل کے لئے حجاب رویت ہوجائیگی کلا
انہم یومئذ عن ربہم لمحجوبون ۸ع۳۰ سر بناوا عتقادا منہم جیسے
کہ معرفت کا ثمرہ رویت ہی محبت کا نتیجہ لذت ہے کیونکہ جس چیز کی معرفت ہی نہو
تو وہ رویت کا مشتاق بہی نہوگا اور جس کا مشتاق نہوا اسکی رویت سے کچہہ
لذت بہی نہ پاویگا پس اس سے متحقق ہوگا کہ رویت الہی معرفت الہی سے خوشتر
ہے اور وہی رویت بہتر ہے کہ جس مین لذت بہی بیشتر ہو۔

اس اجمال کی تفصیل تصنیفات امام حجۃ الاسلام سے طلب کرو خلاصہ مطلب یہی ہے
ہر چیز کی سعادت اوسی کام مین ہوتی ہے جس مین اوسکو لذت ملتی ہے اور ہر چیز
کی لذت اوسی کام مین ہوتی ہے جسکو اوس سے محبت ہوتی ہے اور اوسکو اوسی
سے محبت ہوتی ہے جسکے واسطے کہ وہ قوت پیدا ہوئی ہے یعنی اسی اقتضا

طبیعت کا باعث اوس قوت کا کمال ہے جس سے اوسکو لذت حاصل ہوتی ہے مثلاً
آنکھہ کی لذت خوبصورت و خوش رنگ چیزون کے دیکھنے مین ہوتی ہے اور کان
کو اچھی آوازون کے سننے سے لذت ملتی ہے اور ناک کی لذت خوشبویون کے
سونگھنے سے حاصل ہوتی ہے اور یہہ قوتین باہدیگر مخالف ہین لہذا سمع و بصر وغیرہ
کی لذت مین فرق ہوتا ہے اور انمین بعض قوت ضعیف اور بعض قوی ہوتی ہے
جیسے کہ آنکھہ کی لذت ناک کی لذت سے قوی ہے علی ہذا دل مین بہی ایک قوت ہے
جسکا نام عقل ہے اور یہہ قوت اون حقایق اشیا کی معرفت کے لئے پیدا ہوئی ہے
جن مین حس و خیال کو دخل نہین پس یہی معرفت دل کی خاصیت اور عقل کی طبیعت
سے اسی لئے ہر چیز کی حقیقت سے اوسکا دل ہمیشہ خواہان ہوتا ہے جبکہ
معلوم کر لیتا ہے تو دل اوس سے لذت پاتا ہے چونکہ یہ لذت معرفت نہایت
اعلی ہوتی ہے لہذا دل کی لذت آنکھہ و کان وغیرہ جملہ حواس کی لذت سے غالب
قوی ہوتی ہے۔

علم کی بزرگی معلوم کی بزرگی پر منحصر ہے پس جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہے اوسکا علم بہی
بہتر ہوتا ہے اور جسقدر علم بہتر ہوتا ہے اوسیقدر دل بہی زیادہ لذت پاتا ہے
مثلاً جو شخص کہ اسرار وزارت سے خبردار ہوگا وہ بازاریون کے حالات سے
واقف ہونے کے نسبت زیادہ لذت پاویگا اور جو بادشاہ کا محرم راز ہوگا
وہ سب سے زیادہ لذت پاویگا جبکہ حق سبحانہ تعالے سب سے اشرف
ہے بلکہ سب چیزون کو اوسیکی ذات اقدس سے شرف ہے اور وہی تمام عالم کا خالق
و بادشاہ ہے اور تمام مخلوقات کے عجائبات اوسیکی صنعت کی ادنی نشانی
ہے تو کسی مخلوق کی معرفت اوس خالق برحق کی معرفت سے بہتر و بزرگتر نہوگی اور
کوئی نظارہ جمال باکمال الہی کے نظارگی سے برتر و خوشتر نہوگا۔

جمال کے دو قسم ہین ظاہری و باطنی جمال ظاہری رنگ و اشکال مین ہے۔ اس حسن صورت کا نظارہ متعلق بحسن ظاہری ہے۔ جمال باطنی حسن سیرت ہی اون نیک اوصاف کا نظارہ متعلق بحسن باطن ہے اسی صورت کی مناسبت اور اوسکی حقیقت کے حسب حال ہے حدیث خلق آدم علی صورته ( ) جسکی تشریح اربعین مین مذکور ہے۔ الحاصل جسقدر جمال کامل تر ہوگا لذت نظارگی بہی بیشتر ہوگی لہذا خداوند عالم جو ہر طرح کے جمال و کمال کا خالق فی الحقیقت وہی اوس کا مستحق ہے لہذا اوس ذات ستودہ صفات سے زیادہ دنیا مین اور کوئی چیز کامل اور نظارہ کے قابل نہین پس اسی نظارگی جمال باکمال صوری و معنوی کے لئے آنکہ اور دل مرحمت ہوئے ہین لہذا عارف اس جہان مین ہی ہمیشہ ایک ایسی بہشت مین ہو جاتا ہے کہ جسکی صفت عرضها كعرض السماء والارض سے بہی زیادہ تر وسیع ہے کیونکہ آسمان و زمین کو حد ہے اور میدان معرفت کی کوئی حد نہین اسی لئے یہہ باغ جو عارف کا نظارہ گاہ ہے اوسکو کنارہ ہی نہین ہوتا اس باغ کے میوے نہ کبھی ٹوٹتے ہین نہ اونکا کوئی مانع ہے ہمیشہ رہتے ہین کبھی منقطع نہین ہوتے لا مقطوعة ولا ممنوعة (۲۷ ع ۱۴) کیونکہ یہہ باغ معرفت نہایت وسیع ہے اور ہر وقت اسکی وسعت بڑہتی جاتی ہے اور ہمیشہ نئے نئے میوے بہرے جاتے ہین اوتوا به متشابها ع

چونکہ یہہ ثمرہ معرفت عارف کے دل مین ہی ہوتے ہین لہذا اس سے نزدیک کوئی چیز نہین ہوتی قطوفها دانية ع غرض اس حیثیت مین اوسکے اہل کو بہی جا سے دیتے ہین فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ع یہہ ایسا وسیع بہشت ہے کہ اپنے وارون کی کثرت سے تنگ نہین ہوتی بلکہ اوسکی وسعت اور بہی بڑہتی جاتی ہے اس بہشت مین کسیطرح کی

مزاحمت وممانعت نہین کیونکہ اس مین حسد وکینہ کو دخل نہین ہوتا۔ اسی واسطے جسقدر عارف ہوتا ہے اوسی قدر اسکی بھی بڑھتا ہے جس سے وہ لذت پاتا ہے اسی لذت نظارگی پر دال ہی حدیث قرۃ عینی فی الصلوۃ جسکی حقیقت اربعین مین مذکور ہے۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ نظر کی لذت معرفت کی نظر سے بہت زیادہ تیز ہوتی ہے کیونکہ معرفت کے دو قسم ہین ایک وہ کہ جو خیال مین آوے مثلاً رنگ اشکال دوسری وہ کہ عقل ہی اوسکو پاوے مثلاً حق سبحانہ تعالے اور اوسکے صفات بلکہ بعض ہمارے صفات بھی خیال مین نہین آتے کیونکہ اوسکو چگونگی نہین ہے۔ پس جو چیز کہ خیال مین نہین آتی اوسکی معرفت دو طرح پر حاصل ہوتی ہے ایک یہہ کہ وہ چیز خیال کے روبرو ہے گویا کہ اوسنے دیکھہ رہا ہے یہہ ادراک ناقص ہے دوسری یہہ کہ وہ چیز نظر آجاوے۔ یہہ ادراک کامل ہے۔ اسی واسطے دیدار معشوق کی لذت اوسکی صورت خیال مین لانے سے زیادہ ہوتی ہے اسکی یہہ وجہہ نہین ہے کہ دیدار کی صورت خیالی صورت کے مخالف ہی بلکہ وہی ایک صورت ہی مگر بمقابلہ خیال کے دیدار مین صرف روشن ہوتی ہے مثلاً اگر کوئی عاشق اپنے معشوق کو دن چڑہنے دیکھے تو بہ نسبت اوس کے کہ اوسکو سویرے دیکھا ہو زیادہ لذت پاویگا کیونکہ دن چڑہے اوسکا خط وخال اور حسن وجمال روشن تر نظر آتا ہے۔

اگرچہ جو چیز کہ خیال مین نہین آتی اوسکو عقل ادراک کرلیتی ہے مگر اسکے بھی دو درجہ ہین ایک معرفت یہہ ادراک کا ادنی درجہ ہے دوسرا رویت یہہ ادراک کا اعلی درجہ ہے پس کمال انکشاف یعنے رویت کو معرفت کے ساتھہ وہی نسبت ہے جیسے کہ دیدار کو خیال کے ساتھہ ہے کیونکہ دیدار کمال خیال کے سبب ہوتا ہی اور رویت کمال معرفت کا نام ہے پس جیسے کہ پلک کا بند کرنا آنکھہ کے لئے حجاب ہی مگر مانع خیال نہین۔ اسیطرح تعلقات دنیاوی وصورت تشبیہی رویت الہی کے لئے حجاب ہی مگر مانع معرفت نہین جبکہ یہہ حجاب تعلق مرتفع ہوگا تو کانک تراہ آخرت مین انک تراہ ہوگا (حدیث احسان دیکھو)

اگرچہ رویت آخرت عموماً واقع ہوگی مگر اوسکے مراتب یکسان نہونگے بلکہ ہر ایک کو بقدر معرفت کے رویت ہوگی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ان اللہ یتجلی للناس عامۃ ولابی بکر خاصۃ (غزالی) اس سے یہہ مقصود نہین کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ حق سبحانہ تعالے کو تنہا دیکھینگے بلکہ سب کے ساتھ دیکھینگے مگر جس طرح آپ دیکھینگے دوسرے دیکھہ نسکینگے۔ پس یہہ خصوصیت آپکی بلحاظ آپکے کمال معرفت کے ہوگی۔ اگرچہ حق سبحانہ تعالی ایک ہی ہی مگر اوسکی رویت مین خلق کا بہت بڑا تفاوت ہوگا جیسے کہ ایک ہی صورت مختلف آئینون مین متفاوت نظر آتی ہے حتی کہ بعض آئینہ مین سقدر ٹیڑہی اور مہیب شکل نظر آتی ہے کہ اچھی صورت بری اور ڈراونی دکھلائی دیتی ہے۔ پس جس شخص کہ آئینہ دل کو ہمان سے عقاید فاسدہ سے زنگ آلود و یا گناہ و کفر سے زرد و کبود لیجاویگا وہ حق سبحانہ تعالی کو بہی اوسی رنگ مین دیکھیگا جسکے سبب وہ رویت جو اورون کے لئے سبب راحت و لذت تہی وہی اس بدبخت کے حق مین موجب رنج و اذیت ہوجائیگی کیونکہ دل محل بصیرت ہے اور بصیرت آئینہ رویت کی پس جسقدر معرفت بیشتر ہوگی رویت تمامتر ہوگی اور جسقدر محبت قوی تر ہوگی لذت بیشتر ہوگی اسی واسطے جو لذت رویت کہ پیغمبرون کو ہوگی وہ علما کو نہوگی اور جو علما کو ہوگی وہ عوام کو نہوگی اور با یکدیگر انکے بقدر تفاوت مراتب معرفت و محبت کے رویت و لذت مین بہی فرق ہوگا یا اگر رویت مین مساوی ہون تو لذت مین تفاوت ہوگا۔ مثلاً دو شخص کہ بینائی برابر ہو تو اگرچہ کسی خوبصورت کو برابر دیکھینگے مگر ایک عاشق ہی تو خواہ نخواہ اسکو رویت مین دوسرے کی نسبت اسکو زیادہ لذت ملیگی جس سے متحقق ہوگا کہ کمال سعادت کیلئے تنہا محبت نہو نری معرفت ہی کافی نہین اور تا انکہ دل ماسوی اللہ کی محبت سے خالی نہو حق سبحانہ تعالی کی محبت جاگیر نہین ہوتی پس جو عارف زاہد و متقی و محب ہوگا وہی رویت سے زیادہ تر لذت پاویگا۔

جو شخص کہ کسی چیز کو ہرگز نہ جانتا ہو تو کبہی وہ اوسکا شایق نہوگا و یا اگر وہ چیز ہمیشہ اوسکے روبرو موجود ہو اور ہر وقت اوسکو دیکھتا رہے تو بہی اوسکا شوق باقی نہ رہیگا۔ شوق

اوسی چیز کا ہوتا ہی کہ من وجہ وہ حاضر بھی ہو اور من وجہ غائب بھی ہو۔ جیسے کہ معشوق جو خیال مین حاضر اور نظر سے غائب ہوتا ہی تو اوسی کا شوق دل مین رہتا ہے کیونکہ شوق کی یہہ معنی ہے کہ آدمی اپنے محبوب کو ڈہونڈہے تا کہ وہ اپنے آنکہون کے سامنے آسے اور ادراک پورا ہو جاسے۔ پس اب معلوم ہو گا کہ اس دنیا مین شوق سے خدا رسی ممکن نہین کیونکہ حق سبحانہ تعالی معرفتًا حاضر ہے اور رویتہً غائب۔ جسطرح دیدار کمال خیال ہے اسیطرح رویت کمال معرفت ہی چونکہ رویت اس عالم مین ممکن نہین تو شوق بھی موت کے سوا کسی اور چیز سے نہین جائیگا گو کہ موت سے اس عالم کا اشتیاق جاتا رہے مگر اوسکا اثر آخرت مین بھی باقی رہیگا کیونکہ اس جہان مین ادراک کا نقصان دو وجہہ سے ہی ایک یہہ کہ معرفت اوس مشاہدہ کے مانند ایک قسم کا ادراک ہی جو باریک پردہ کی آڑ سے ہو یا اوس دیدار کے مثل ہے جو سویرے آفتاب نکلنے کے قبل ہو۔ آخرت مین یہہ پردہ حایل نکل جائیگا اور ادراک خوب روشن ہو گا جس سے عالم دنیا کا شوق جاتا رہیگا۔ دوسری وجہہ یہہ ہے کہ ایک شخص معشوق رکہتا ہے اور صرف اوسکو ایک نظر دیکہہ لیا ہو اور اوسکے خط و خال اور حسن جمال کو نہ دیکہا ہو تو اوسکے دیکہنے کا بھی اوسکو شوق باقی رہیگا۔

اسیطرح جبکہ جمال باکمال الہی کی کوئی انتہا ہی نہین ہے تو ہر چند کہ عارف اوسکو بہت کچھ جان لیا ہو مگر یہہ معرفت بہت ہی تہوڑی ہو گی کیونکہ اوسکے ذات و صفات لانہایت ہین اسی واسطے باوصف معرفت کے پہر معرفت باقی ہو گی اور کبھی پوری نہو گی تو اوسکا شوق بھی باقی ہو گا کیونکہ جب تک حضرت الہی کے جمال باکمال کو کما حقہ نہ جان لے معرفت پوری اور رویت کامل نہو گی اور تا آنکہ اس کا کمال نہو شوق زایل نہو گا حالانکہ یہہ امر اس جہان مین ممکن ہے اور نہ اوس جہان مین کیونکہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت نہین ہو سکتا لہذا غایت ذات و صفات الہی کو نہین پہنچ سکتا۔

جب دل کی نظر اوس چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اوسکے سبب سے اوسکا یہہ حال ہوتا ہی کہ

کہ اوس سے فرحت ومسرت پاتا ہی۔ یہی انس ہے اور جب دلکی نظر اوس چیز کے طرف
لگی رہتی ہے جو اور باقی رہگئی ہے تو اوس کا نام شوق ہی۔ پس انس وشوق کی کوئی انتہا
دنیا وآخرت مین نہین اسی واسطے آخرت مین جسقدر رویت زیادہ ہوگی اوسیقدر
لذت بھی زیادہ ملیگی اور اسکی کوئی نہایت نہوگی لہذا وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہہ کہتے
رہینگے کہ ربنا اتمم لنا نورنا ۲۸ ع ۲۰ کیونکہ جمال آلہی سے جو کچھہ کہ ظاہر ہوگا وہ یہ تجلی
نورانی ہوگا اگرچہ اون لوگون کو تمام وکمال کی طلب ہوتی ہے مگر وہ اوسکی انتہا کو نہین
پہونچ سکتے کیونکہ وہ بے نہایت ہی۔ حق سبحانہ تعالی کو سوائے اوسکے اور کوئی بدرجہ
کمال نہین پہچان سکتا جبکہ کوئی اوس ذات ذوالجلال والجمال کو بدرجہ کمال کے نہ جان
سکتا ہو تو اوسکو بدرجہ کمال کوئی دیکھہ بھی نہ سکیگا اسی واسطے مشتاقون کے لیئے
راہ رویت کی کشادہ تر ہے تاکہ ہمیشہ کشف رویت بڑہتی جاوے اور لذت بی نہایت
ملتی جاوے۔ اگر یہہ حقیقت نہوتی تو شاید لذت بر آگاہی حاصل ہوجانے سے اوسکی لذت
کم ہوجاتی کیونکہ جو چیز ہمیشہ ملتی ہے تو دل اوس سے خوگر ہو جاتا ہے جس سے حالت
حاصل نہین ہوتی اسیواسطے تاوقتیکہ کوئی تازہ چیز اوسکو نہ پہونچے پرانی چیز مین
لذت نہین ملتی یہی سر ہی کہ اہل جنت کی لذتین ہر لحظ تازہ ہوتی رہینگی حتی کہ جو لذت
دل مین آوے وہ اون نعمتون کی لذت کے مقابلہ مین حقیر وناچیز معلوم دیگی
کیونکہ وہ نعمات وقتاً فوقتاً زیادہ تر ہوتی جائیگی۔ وللذین احسنوا الحسنی
وزیادۃ (۶ع ۱۱) اللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

# صحت نامہ آیۃ الکبریٰ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۱ | الرحمنَ | الرحمنِ | ۷ | ۹ | عنہ | عنہا | ۱۹ | ۸ | مفضلاً | مفصلاً |
| ″ | ۳ | الفَواد | الفُواد | ″ | ۱۷ | ماری | ماراہی | ۲۰ | ″ | جویر | جریر |
| ″ | ۴ | نتبعہ | تَبِعَہ | ۸ | ۵ | درجہ | وجوہ | ″ | ″ | عنہ | عنہما |
| ″ | ″ | الصَحبہ | الصُّحبہ | ″ | ″ | صحاباے | صحابہ | ″ | ۱۱ | بروئیۃ | رویۃ |
| ″ | ۹ | دفعتاً | دفعۃً | ″ | ۲۰ | ہم نزدیک | نزدیک | ″ | ۱۶ | سکے ماہ | کو ماہ |
| ″ | ۱۶ | مرات | مرأت | ″ | ″ | صدرۃ | سدرۃ | ″ | ″ | دمینے | دسینے |
| ″ | ۱۷ | لذت | لذۃ | ۹ | ۱ | کانُ | کانَ | ۲۰ | ۲۰ | فی برویۃ | فی رویتہ |
| ۴ | ۱۲ | تدرکہ | تدرکہُ | حاشیہ | ۹ | سے ما | سے مگر | ۲۱ | ۱ | ویاخطر | ویانظر |
| ″ | ″ | یدرک الابصار | یدرکہ الابصار | ۱۰ | ۹ | رحمۃ | رحمتہ | ″ | ″ | ما بعد | یا بعد |
| ″ | ۱۳ | بنی | نبی | ″ | ۱۴ | یرجوا | یرجو | ″ | ۲ | اثر دہام | اثر دحام وغیرہ |
| ″ | ۳ | فقہ | فقہ | ″ | ۱۸ | صحابی | صحابہ | ″ | ۳ | کی ہی | کی بہی |
| ″ | ۴ | مشافہتہً | مشافہتہً | ۱۱ | ۳ | نورا الٰی | نوراً الیَّ | ″ | ۴ | ہوتی | ہوگئی |
| ″ | ۱۳ | صحاباے | صحابہ | ۱۲ | ۱۲ | رضی اللہ عنہ | رضی اللہ عنہا | ″ | ″ | اسکی طرح | آپنے اسکی تصریح |
| ″ | ۲۱ | پہونچنا | پہونچنا | ″ | ۲۱ | عنہ | عنہا | ″ | ۷ | اعظم | اعظم |
| ۵ | ۱ | ذلک | ذلکَ | ۱۴ | ۹ | کرلیا یا ہے | کرنا چاہئے | ″ | ۱۱ | اسنے مان اہ | آپنے نہان ماہ |
| ″ | ۲ | الفضلُ | الفضلِ | ″ | ۱۲ | عنہا ہی | عنہا نے بہی | ″ | ۱۷ | دلالہ | دلالت |
| ″ | ۳ حاشیہ | اوربڑا | اوراللہ بڑا | ″ | ۱۸ | صورشائیہ | صورشالیہ | ″ | ۲۰ | وَاللہ | وَلِلّٰہ |
| ″ | ۱۰ | باستقراد | باستقرار | ۱۵ | ۱۶ | متشابہت | مشابہت | ۲۲ | ۱ | خلق اللہ | خلق اللہ وللہ |
| ″ | ۱۱ | استقراد | استقرار | ۱۸ | ۳ | امرد | امرد خوبصورت | ″ | ۱۳ | کات خوق | کا بہت فرق |
| ۶ | ۱۹ | سکےتہ | سکے | ۱۸ | ۶ | غزالی | ترمذی | ۲۲ | ۶ | بنا | بینا |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۲ | ۶ | لقمراو | یعنهم اذ |
| 〃 | ۱۴ | دستوی | استوی |
| 〃 | ۱۵ | بهی | نفی |
| ۲۳ | ۷ | موًا | عموًا |
| ۱۳ | ۸ | فهرو | قهرو |
| 〃 | ۹ | السمود | السجود |
| 〃 | ۱۰ | ترّدهقم | ترّهقهم |
| 〃 | 〃 | یدعون | یدعوت |
| 〃 | ۱۳ | ابوسوسی | ابوموسی |
| ۲۴ | ۵ | الزہرہ | الزہرا |
| 〃 | ۶ | عنہم | عنہن |
| 〃 | ۹ | بارتکام | بارعام |
| 〃 | ۱۶ | مسلم نے | سلم |
| ۲۵ | ۸ | خلق الجن | خَلَقْتُ الْجِنَّ |
| 〃 | ۹ | الانس | الانسَ |
| 〃 | ۱۸ | جناب | جنات |
| ۲۷ | ۴ | باوجود نظر | باوجود ثبوت نظر |
| 〃 | ۶ | بعدلیل | بدلیل |
| 〃 | ۸ | نظر میں مفت | نظر میں مقت |
| ۲۸ | ۲۱ | الراعنبه | راعنیه |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۹ | ۵ | عنه | عنهما |
| 〃 | ۹ | من الله | من |
| 〃 | 〃 | عذاوة | غدوة |
| 〃 | 〃 | قراء | قراء |
| ۲۹ | ۹ | پڑا | پڑھا |
| 〃 | ۲۱ | بعده | بعیده |
| ۳۱ | ۶ | ع | ۴ ع ۲۸ |
| ۳۲ | ۴ | البقان | الیقان |
| 〃 | ۷ | ادعوالی | ادعو الی |
| ۳۳ | ۱۷ | دیکھنہ سکتا | دیکھ نہ سکتا |
| ۳۶ | ۸ | الیک | الیک قال لن ترانی |
| ۳۶ | ۱۰ | صعیفا | صعقا |
| 〃 | ۱۸ | دری | وراسے |
| 〃 | حاشیہ | لکلن | لیکن |
| ۴۱ | ۱۹ | بده | بنده |
| ۴۳ | حاشیہ | بیویں | بی بیوں |
| ۴۶ | ۱۰ | کرئی | کوئی |
| ۴۸ | ۱۱ | قد | وقد |
| 〃 | ۱۲ | تقید | تقیید |
| ۴۸ | ۸ | استغنی | اتبعنی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۹ | ۵ | معیشه | معیشة |
| 〃 | حاشیہ | تکلوآمین | آمین |
| ۵۱ | ۸ | عن | جبن |
| 〃 | ۱۳ | ومعلوم | معلوم |
| ۵۲ | ۴ | صورته | سورۃ بخاری ومسلم |
| 〃 | ۷ | ذنیا | دنیا |
| 〃 | ۱۰ | السماوالارض | السمآء والارض ۱۹ ع ۲۷ |
| 〃 | ۱۶ | بھرے | لاسے |
| 〃 | 〃 | ع | ۳ ع ۱ |
| 〃 | ۱۸ | ع | ۵ ع ۲۹ |
| 〃 | 〃 | حیثیت | بہشت |
| 〃 | ۲۰ | ع | ۱۴ ع ۳۰ |
| 〃 | 〃 | اپنے | رہنے |
| ۵۵ | ۵ | معرفةً | موفقةً |
| 〃 | 〃 | رویة | رویةً |
| ۵۶ | ۱۶ | احسنو الحسنی | احسنو الحسنی ۱۰ |